سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

صحابی ابن صحابی، کاتب وامین وحی، خال المومنین، محبوبنا ابوعبدالرحمن، معاویہ بن ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما، قرشی، اُموی کمال فضائل ومناقب رکھتے ہیں۔ اسلام میں اولین منصب بادشاہت کا شرف بھی آپ کے حصے میں آیا ہے۔

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ وَمُعَاوِيَةَ أَسْلَمَا فِي فَتْحِ مَكَّةَ سَنَةَ ثَمَانٍ .

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ سیدنا ابوسفیان اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے موقع پر سن آٹھ ہجری میں اسلام لائے۔''

(كشف المُشكِل من حديث الصَّحيحَين : 464/2)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِيمَانُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَابِتٌ بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ وَإِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى ذٰلِكَ .

''سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا متواتر روایات سے ثابت ہے، نیز اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 453/4)

نیز فرماتے ہیں:

قَدْ عُلِمَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ وَعَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَغَيْرَهُمَا كَانَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْفِتَنِ مَا كَانَ، وَلَمْ يَتَّهِمْهُمْ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِهِمْ، لَا مُحَارِبُوهُمْ، وَلَا غَيْرُ مُحَارِبِيهِمْ، بِالْكَذِبِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلْ جَمِيعُ عُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ بَعْدَهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّ هٰؤُلَاءِ صَادِقُونَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ، مَأْمُونُونَ عَلَيْهِ فِي الرِّوَايَةِ عَنْهُ، وَالْمُنَافِقُ غَيْرُ مَأْمُونٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلْ هُوَ كَاذِبٌ عَلَيْهِ، مُكَذِّبٌ لَهٗ.

''یہ بات معلوم ہو چکی کہ سیدنا معاویہ، سیدنا عمرو بن عاص وغیرہما رحمہم اللہ کے درمیان جو بھی فتنے برپا ہوئے۔ ان سب ہستیوں پر نہ ان کے ہم نواؤں نے اور نہ ان سے لڑنے والوں نے تہمت لگائی کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتے تھے۔ بلکہ تمام اہل علم صحابہ اور تابعین کا اتفاق ہے کہ یہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچ بولنے والے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں تہمت سے پاک تھے، جبکہ منافق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کی تہمت سے پاک نہیں ہوتا، بلکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ کی تکذیب کرتا ہے۔''

(الفتاوی الکبریٰ: 451/3، مجموع الفتاویٰ: 66/35)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا يَسْتَبِيحُهُ بَعْضُ الْمُبْتَدِعَةِ مِنْ سَبِّهٖ وَلَعْنِهٖ فَلَهُ فِيهِ أُسْوَةٌ أَيْ أُسْوَةٌ بِالشَّيْخَيْنِ وَعُثْمَانَ وَأَكْثَرِ الصَّحَابَةِ فَلَا يُلْتَفَتُ لِذٰلِكَ وَلَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ لَمْ يَصْدُرْ إِلَّا عَنْ قَوْمٍ حَمْقٰى جُهَلَاءُ أَغْبِيَاءُ طَغَامٌ لَا يُبَالِي اللّٰهُ بِهِمْ فِي أَيِّ وَادٍ هَلَكُوا فَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَخَذَلَهُمْ أَقْبَحَ اللَّعْنَةِ وَالْخِذْلَانِ.

''بعض بدعتیوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا اور ان پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے، یہ انہی کا طریقہ ہے، یعنی یہ لوگ سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عثمان اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ ان کی اس حرکت کا کوئی اعتبار اور بنیاد نہیں۔ کیونکہ یہ ایسے لوگوں کی حرکت ہے، جو حماقت زدہ، جاہل، بد بخت اور بے وقوف ہیں، اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں کہ یہ کس وادی میں ہلاک ہوں، اللہ تعالیٰ کی ان پر قبیح ترین لعنت ہو اور انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دے۔''

(الصّواعق المحرقة : 629/2)

۞ عباسی حکمران، قائم بامر اللہ ہاشمی (467ھ) نے تقریباً 430ھ میں ''الاعتقاد القادری'' کے نام سے مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ شائع کیا، جس کا مخالف باتفاقِ اہل علم فاسق و کافر قرار دیا گیا۔ اس عقیدہ میں یہ بھی ہے:

لَا يَقُولُ فِي مُعَاوِيَةَ إِلَّا خَيْرًا، وَلَا يَدْخُلُ فِي شَيْءٍ شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَيَتَرَحَّمُ عَلٰى جَمَاعَتِهِمْ.

''مسلمان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہتا ہے، وہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں دخل نہیں دیتا، بلکہ تمام صحابہ کرام کے لیے رحمت کی دُعا کرتا ہے۔''

(الاعتقاد القادري، المندرج في المنتظم لابن الجوزي : 281/15، وسندهٗ صحيحٌ)

امام معافی بن عمران رحمہ اللہ (۱۸۵ھ) سے پوچھا گیا کہ کیا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ؟ تو آپ رحمہ اللہ نے شدید غصہ کیا اور فرمایا:

لَا يُقَاسُ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ .

''اصحاب رسول کا کسی سے موازنہ نہیں کیا جائے گا۔''

(تاريخ بغداد للخطيب :209/1، الشّريعة للآجري : 1956، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ ابو اسامہ حماد بن اسامہ رحمہ اللہ (م :201ھ) سے پوچھا گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ؟ تو فرمایا:

أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ لَا يُقَاسُ بِهِمْ أَحَدٌ .

''اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی سے موازنہ نہیں کیا جائے گا۔''

(الشّريعة للآجرّي :2011، جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البر : 229/2، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) سے پوچھا گیا:

أَيُّهُمَا أَفْضَلُ، مُعَاوِيَةُ أَوْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ؟ فَقَالَ : مُعَاوِيَةُ أَفْضَلُ، لَسْنَا نَقِيسُ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا .

''معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ ؟ فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ ہی افضل ہیں، ہم اصحاب رسول کا کسی کے ساتھ موازنہ نہیں کرتے۔''

(السنّة للخلّال : 660، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ يَشْتِمُ عُثْمَانَ أَوْ طَلْحَةَ أَوْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَجَّالٌ لَا يُكْتَبُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابیٔ رسول کو ہدف تنقید ٹھہرانے والا دجال ہے، اس کی روایت نہیں لکھی جائے گی، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت ہے۔''

(تاريخ يحيى بن مَعين برواية العبّاس الدّوري : 546/3)

۞ علامہ محمد بن احمد ابو العرب رحمہ اللہ (۳۳۳ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ يُحِبَّ الصَّحَابَةَ فَلَيْسَ بِثِقَةٍ وَلَا كَرَامَةَ .

''جو صحابہ سے محبت نہ کرے، وہ معتبر نہیں۔ اس کی کوئی عزت نہیں۔''

(هدى السّاري لابن الحجر، ص 389، تهذيب التّهذيب :236/1)

۞ علامہ مازری رحمہ اللہ (۵۳۶ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ مِنْ عُدُولِ الصَّحَابَةِ وَأَفَاضِلِهِمْ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عادل اور فاضل صحابہ میں سے ہیں۔''

(المُعلِم بفوائد مسلم : 242/3)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَهُوَ مِنَ الْعُدُولِ الْفُضَلَاءِ وَالصَّحَابَةِ النُّجَبَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عادل، فاضل اور ممتاز صحابہ میں سے ہیں۔''

(شرح مسلم : 149/15)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا زَالَ بِي مَا رَأَيْتُ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ فِي الْفِتْنَةِ، حَتّٰى إِنِّي لَأَتَمَنّٰى أَنْ يَّزِيدَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُعَاوِيَةَ مِنْ عُمُرِي فِي عُمُرِهِ .

''میں فتنہ کے دور میں حالات کا مشاہدہ کرتی رہی، تب میں تمنا کیا کرتی تھی کہ اللہ میری عمر بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لگا دے۔''

(الطّبقات لأبي عروبة الحرّاني، ص41، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہت سے فضائل صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔سب سے بڑی فضیلت و منقبت تو شرف صحابیت ہے۔اس کے علاوہ کچھ بھی ثابت نہ ہو، تو بھی یہی فضیلت کافی ہے، کیونکہ ہر صحابی کی الگ الگ معین فضیلت ثابت نہیں۔ صحیح احادیث میں معدودے چند صحابہ کے متعین فضائل مذکور ہوئے ہیں۔ایسا نہیں کہ باقی صحابہ کی کوئی فضیلت تھی ہی نہیں، بلکہ صرف صحابی ہونا ہی فضیلت کے لیے کافی ہے۔

شرف صحابیت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اصل اعزاز ہے، اس کے علاوہ صحیح احادیث سے آپ کے خصوصی فضائل بھی ثابت ہیں۔

بعض حضرات معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کرنے کے لیے امام نسائی رحمہ اللہ کی شہادت کے قصے سے دلیل لیتے ہیں، جس میں مذکور ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی نفی کی، لیکن یہ واقعہ بسند صحیح ثابت نہیں ہوسکا۔ اس کی سند میں مجہول و غیر معتبر راوی موجود ہیں۔

اسی طرح امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ شَيْءٌ.

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کچھ ثابت نہیں۔''

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر: 105/59، سِيَر أعلام النّبلاء للذّهبي: 132/3)

یہ قول ثابت نہیں، اس کی سند میں ابو العباس اصم کے والد یعقوب بن یوسف بن معقل، ابو فضل، نیشاپوری کی توثیق نہیں ملی۔ بعض کتب میں اس سند سے ابو العباس اصم کے والد کا واسطہ گر گیا ہے۔

صحیح احادیث کی روشنی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب ملاحظہ ہوں:

پہلے بحری بیڑے کی کمان اور جہاد فی سبیل اللہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے:

أَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ، قَدْ أَوْجَبُوا.

''میری امت میں پہلا گروہ جو سمندری جہاد کرے گا، اس نے (مغفرت وجنت کو) واجب کرلیا۔'' (صحيح البخاري : 2924)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : قَدْ أَوْجَبُوا، أَيْ فَعَلُوا فِعْلًا، وَجَبَتْ لَهُمْ بِهِ الْجَنَّةُ .

''نبی اکرم ﷺ کے فرمان ''واجب کرلیا'' سے مراد ہے کہ انہوں نے وہ کارِ خیر سرانجام دیا، جس کی بنا پر ان کے لیے جنت واجب ہوگئی۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 103/6)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَى ابْنَةِ مِلْحَانَ، فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقَالَتْ : لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ : نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ .

''رسول اللہ ﷺ ایک دن (ام حرام) بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، (اسی حالت میں سو گئے) پھر آپ (بیدار ہوئے اور) مسکرائے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرائے؟ فرمایا: میری امت کا ایک عظیم الشان گروہ جہاد کے لیے سبز سمندر کا سفر کرے گا۔ وہ جنت میں تختوں پر براجمان بادشاہوں کی طرح ہوں گے۔'' (صحيح البخاري : 2877، 2878، صحيح مسلم : 1912)

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سمندری جہاد کی سعادت، قیادت اور فضیلت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حصے آئی۔ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ پہلا لشکر، جس نے بحری جہاد کیا، اس کے کمانڈر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس حدیث سے آپ رضی اللہ عنہ کی منقبت وفضیلت کو چار چاند لگ گئے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کو جنت کی سند حاصل ہے۔

شارح بخاری مہلب رحمہ اللہ (435ھ) اور حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ فَضْلٌ لِّمُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، إِذْ جَعَلَ مَنْ غَزَا تَحْتَ رَايَتِهِ مِنَ الْأَوَّلِينَ، وَرُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ، وَحْيٌ.

''اس حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بوحی الٰہی) ان کی کمان میں جہاد کرنے والوں کو اولین قرار دیا ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔''

(شرح ابن بطال: 11/5، التّمهيد: 235/1)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں:

① سیدنا عبد الرحمٰن بن ابی عَمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

أَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا، وَاهْدِهِ، وَاهْدِ بِهِ، وَلَا تُعَذِّبْهُ.

''اے اللہ! معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ بنا۔ انہیں ہدایت دے اور ان کے ذریعے انسانیت کو ہدایت دے، انہیں عذاب سے بچا۔''

(مسند الإمام أحمد : 216/4، سنن التّرمذي : 3842، وقال : حسنٌ غريبٌ، التّاريخ الكبير للبخاري : 240/5، الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : 1129، الشّريعة للآجرّي : 1914، والسياق له، تاريخ بغداد للخطيب :207/1، 208، وسندهٗ حسنٌ)

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ، قَالَ : فَجَاءَ، فَحَطَأَنِي حَطْأَةً، وَقَالَ : اذْهَبْ، وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ : فَجِئْتُ، فَقُلْتُ : هُوَ يَأْكُلُ، قَالَ : ثُمَّ قَالَ لِي : اذْهَبْ، فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ : فَجِئْتُ، فَقُلْتُ : هُوَ يَأْكُلُ، فَقَالَ : لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ.

''میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پیار سے) میرے کندھوں پر تھپکی لگائی اور فرمایا: جائیں، معاویہ کو بلا لائیں۔ میں آیا، تو معاویہ رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دوبارہ فرمایا: جائیں، معاویہ کو بلا کر لائیں۔ میں دوبارہ گیا، تو وہ ابھی کھانا ہی کھا رہے تھے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے۔''

(صحيح مسلم : 2604)

یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتی ہے۔ اس سے تنقیص ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلام بطورِ بددعا نہیں، بلکہ بطورِ مزاح اور بطور

تکیہ کلام تھا۔ کلامِ عرب میں ایسی عبارات کا بطورِ مزاح یا بطورِ تکیہ کلام استعمال ہونا عام بات ہے۔ عربی لغت وادب کے ادنیٰ طلبہ بھی اس سے واقف ہیں۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَا وَقَعَ مِنْ سَبِّهِ وَدُعَائِهِ وَنَحْوِهِ، لَيْسَ بِمَقْصُودٍ، بَلْ هُوَ مِمَّا جَرَتْ بِهِ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي وَصْلِ كَلَامِهَا بِلَا نِيَّةٍ، كَقَوْلِهِ : تَرِبَتْ يَمِينُكَ، وعَقْرٰى حَلْقٰى، وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ : لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ، وَفِي حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ : لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، لَا يَقْصُدُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ حَقِيقَةَ الدُّعَاءِ .

''بعض احادیث میں صحابہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی جو بددعا وغیرہ منقول ہے، وہ حقیقت میں بددعا نہیں، بلکہ یہ ان باتوں میں سے ہے، جنہیں عرب بطور تکیہ کلام بولتے ہیں۔ بعض احادیث میں کسی صحابی کو تعلیم دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کا فرمان: تَرِبَتْ يَمِينُكَ ''تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمانا کہ عَقْرٰى حَلْقٰى ''تو بانجھ ہو، تیرے حلق میں بیماری ہو۔'' نیز فرمان کہ: لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ ''تیری عمر زیادہ نہ ہو۔'' اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان کہ: لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ ''اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے۔'' یہ ساری باتیں اسی قبیل سے ہیں۔ ایسی باتوں سے اہل عرب بددعا مراد نہیں لیتے۔''

(شرح صحیح مسلم : 152/16)

مشہور لغوی، ابومنصور ازہری (۳۷۰ھ) ایسے کلمات کے بارے میں مستند لغوی ابوعبید سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هٰذَا عَلٰى مَذْهَبِ الْعَرَبِ فِي الدُّعَاءِ عَلَى الشَّيْءِ مِنْ غَيْرِ إِرَادَةٍ لِّوُقُوعِهٖ، لَا يُرَادُ بِهِ الْوُقُوعَ.

''ایسی باتیں عرب تہذیب کا حصہ ہیں، وہ کسی کے بارے بد دعا کے الفاظ کہتے ہیں، لیکن اس کے وقوع کا ارادہ نہیں کرتے، یعنی بد دعا کا پورا ہونا مراد ہی نہیں ہوتا۔'' (تهذيب اللّغة :145/1)

حافظ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) ایک عبارت بارے فرماتے ہیں:

هِيَ كَلِمَةٌ لَّا يُرَادُ بِهَا الدُّعَاءُ، وَإِنَّمَا تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَدْحِ، كَمَا قَالُوا لِلشَّاعِرِ، إِذَا أَجَادَ : قَاتَلَهُ اللّٰهُ، لَقَدْ أَجَادَ.

''اس سے بد دعا مراد نہیں ہوتی۔ اسے صرف تعریف کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جیسے کوئی عمدہ شعر کہے، تو عرب کہتے ہیں: قَاتَلَهُ اللّٰهُ ''اللہ تعالیٰ اسے مارے''، اس نے عمدہ شعر کہا۔''

(شرح صحيح البخاري : 329/9)

صحیح مسلم کی حدیث اسی مفہوم کی موید ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ يَتِيمَةٌ، وَهِيَ أُمُّ أَنَسٍ، فَرَآى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتِيمَةَ، فَقَالَ : آنْتِ هِيَهْ؟ لَقَدْ كَبِرْتِ،

لَا كَبِرَ سِنُّكِ، فَرَجَعَتِ الْيَتِيمَةُ إِلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْكِي، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: مَا لَكِ يَا بُنَيَّةُ؟ قَالَتِ الْجَارِيَةُ: دَعَا عَلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنِّي، فَالْآنَ لَا يَكْبَرُ سِنِّي أَبَدًا، أَوْ قَالَتْ: قَرْنِي، فَخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مُسْتَعْجِلَةً تَلُوثُ خِمَارَهَا، حَتّٰى لَقِيَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَدَعَوْتَ عَلٰى يَتِيمَتِي، قَالَ: وَمَا ذَاكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ قَالَتْ: زَعَمَتْ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنُّهَا، وَلَا يَكْبَرَ قَرْنُهَا، قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ شَرْطِي عَلٰى رَبِّي، أَنِّي اشْتَرَطْتُّ عَلٰى رَبِّي، فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، أَرْضٰى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ، وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ، مِنْ أُمَّتِي، بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ، أَنْ يَّجْعَلَهَا لَهٗ طَهُورًا وَّزَكَاةً، وَقُرْبَةً يُّقَرِّبُهٗ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بچی تھی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا، تو فرمایا: تو ہے؟ تو تو بڑی ہوگئی ہے۔ تیری عمر

بڑی نہ ہو۔ یہ سن کر وہ بچی روتی ہوئی سیدہ ام سلیم کی طرف دوڑی۔ سیدہ ام سلیم ﷞ نے پوچھا: بیٹی! کیا ہوا؟ کہا: میرے بارے رسول اللہ ﷺ نے بددعا کی ہے کہ میری عمر نہ بڑھے۔ اب تو میری عمر نہیں بڑھے گی۔ سیدہ ام سلیم ﷞ جلدی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچیں، آپ کی چادر زمین پر گھسٹ رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ام سلیم! کیا ہوا؟ عرض کیا: اللہ کے نبی! آپ نے اس بچی کے لیے بددعا فرمائی ہے؟ فرمایا: بات کیا ہے؟ عرض کیا: یہ کہتی ہے کہ آپ نے اسے عمر نہ بڑھنے کی بددعا دی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ام سلیم! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنے رب سے یہ شرط منظور کرائی ہے اور دُعا کی ہے کہ میں ایک انسان ہوں، انسانوں کی طرح راضی بھی ہوتا ہوں ناراض بھی۔ لہٰذا اپنے جس امتی کے لیے بھی ایسی بددعا کر دوں، جس کا وہ مستحق نہ ہو، تو اس بددعا کو اس کے گناہوں سے پاکیزگی اور طہارت بنا دے، نیز اس بددعا کو روزِ قیامت اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔''

(صحیح مسلم: 2603)

اب کوئی بتائے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس بچی کو کسی ناراضی یا غصہ کی بنا پر یہ الفاظ کہے تھے، جو اس بچی اور سیدہ ام سلیم ﷞ کے لیے پریشانی کا سبب بن گئے؟ اور کیا ان الفاظ سے اس بچی کی تنقیص ہوتی ہے؟ خود رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ یہ الفاظ بطورِ بددعا نہیں تھے اور ایسے الفاظ سننے والے کے لیے یقیناً پریشانی کا سبب بن جاتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا بھی کر دی کہ اللہ تعالیٰ ایسے الفاظ کو

مخاطبین کے لیے اجر وثواب اور اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی حدیث کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ.

''اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے۔''

یوں یہ الفاظ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے باعث تقربِ الٰہی اور باعث منقبت وفضیلت ہیں۔ علمائے اہل سنت واہل حق کا یہی فہم ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَكَّبَ مُسْلِمٌ مِّنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ فَضِيلَةٌ لِّمُعَاوِيَةَ.

''امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ حدیث پہلی حدیث کے متصل بعد ذکر کی ہے۔ یوں اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔''

(البداية والنّهاية : 119/8)

حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ فَهِمَ مُسْلِمٌ رَّحِمَهُ اللّٰهُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمْ يَكُنْ مُسْتَحِقًّا لِّلدُّعَاءِ عَلَيْهِ، فَلِهٰذَا أَدْخَلَهٗ فِي هٰذَا الْبَابِ، وَجَعَلَهٗ غَيْرُهٗ مِنْ مَّنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّهٗ فِي الْحَقِيقَةِ يَصِيرُ دُعَاءً لَهٗ.

''امام مسلم رحمہ اللہ اس حدیث سے یہ سمجھے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بددعا

کے مستحق نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہ حدیث اس باب میں ذکر کی ہے۔ امام مسلم کے علاوہ دیگر اہل علم نے بھی یہ حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر کی ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ حقیقت میں ان کے لیے دعا بن گئے تھے۔'' (شرح صحیح مسلم : 156/16)

یہ تو بات تھی ان الفاظ کے بارے میں، جو بطور مدح و تکیہ کلام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے صادر ہوئے، جبکہ معاملہ اس سے بھی کہیں آگے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کرام کے لیے بتقاضائے بشریت حقیقی بددعا کردی، اللہ تعالیٰ نے اس بددعا کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی وجہ سے ان کے لیے باعث رحمت بنا دیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَللّٰهُمَّ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ سَبَبْتُهُ، أَوْ لَعَنْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ زَكَاةً وَّرَحْمَةً .

''اے اللہ! میں بشر ہوں، لہٰذا جس مسلمان کو میں بُرا بھلا کہوں، بددعا کروں یا کوڑے ماروں، تو انہیں اس کے لیے پاکیزگی اور رحمت بنا دے۔''

(صحیح مسلم : 2601/89)

صحیح مسلم (۹۱/۲۶۰۱) میں ہے:

أَللّٰهُمَّ! إِنَّمَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ، يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، وَإِنِّي قَدِ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِيهِ، فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ آذَيْتُهُ، أَوْ سَبَبْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً، وَقُرْبَةً، تُقَرِّبُهُ بِهَا

إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''اے اللہ! بلاشبہ محمد (ﷺ) بشر ہیں، انہیں انسانوں کی طرح غصہ آجاتا ہے۔ میں نے تجھ سے ایسا وعدہ لیا ہوا ہے، جسے تو نہیں توڑے گا۔ وہ یہ ہے کہ جس مومن کو میں تکلیف دوں، اسے برا بھلا کہوں یا اسے کوڑے ماروں، تو ان چیزوں کو اس کے لیے گناہوں کا کفارہ اور روزِ قیامت اس کے لیے اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ، فَكَلَّمَاهُ بِشَيْءٍ، لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَأَغْضَبَاهُ، فَلَعَنَهُمَا، وَسَبَّهُمَا، فَلَمَّا خَرَجَا، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ أَصَابَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا، مَا أَصَابَهُ هٰذَانِ، قَالَ : وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ : قُلْتُ : لَعَنْتَهُمَا وَسَبَبْتَهُمَا، قَالَ : أَوَ مَا عَلِمْتِ مَا شَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّي؟، قُلْتُ : اللّٰهُمَّ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُسْلِمِينَ لَعَنْتُهُ، أَوْ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّأَجْرًا .

''دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے کوئی بات کی، میں وہ بات سمجھ نہیں پایا۔ ان کی بات سے آپ ﷺ کو غصہ آ گیا۔ آپ نے انہیں برا بھلا کہا اور بد دعا دی۔ جب وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس سے چلے گئے، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول!

کیا اتنی تکلیف بھی کسی کو پہنچی ہو گی، جتنی ان کو پہنچی ہے؟ فرمایا: کیا مطلب؟ عرض کیا: آپ نے انہیں برا بھلا کہا اور بددعا دی۔ فرمایا: کیا آپ کو وہ شرط معلوم ہے، جو میں نے اپنے رب سے منوائی ہے؟ وہ یہ کہ اے اللہ! میں بشر ہوں، لہٰذا جس مسلمان کو بددعا دوں یا برا بھلا کہوں، تو اسے اس کے لیے گناہوں سے پاکیزگی اور اجر کا باعث بنا دے۔''

(صحیح مسلم: 2600)

ثابت ہوا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے غصہ میں کسی کے لیے حقیقی بددعا بھی کر دی، تو وہ بھی اس کے لیے اجر وثواب اور مغفرت وتقرب الٰہی کا باعث بن گئی ہے۔ جب کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ناراض ہونے کی کوئی دلیل بھی نہیں۔

بالفرض یہ مان لیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاخیر کی بنا پر غصہ میں یہ الفاظ کہے، تو بھی ہماری ذکر کردہ احادیث کی روشنی میں یہ الفاظ معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت اور تقربِ الٰہی کی بین دلیل ہیں۔

حدیث کا سیاق بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت پر دلالت کرتا ہے، مسند طیالسی (۲۸۶۹، وسندہ صحیح) میں اسی حدیث کے الفاظ ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ، يَكْتُبُ لَهٗ.

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کے لیے وحی کی کتابت کریں۔''

اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی ہونا ثابت ہو رہا ہے، جو کہ

باجماعِ امت بہت بڑی فضیلت، منقبت اور شرف ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (۵۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أَصَحُّ مَا رُوِيَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں مروی صحیح ترین حدیث یہی ہے۔''

(تاريخ دِمَشق : 106/59، البداية والنّهاية لابن كثير : 131/8)

ناصر السنۃ، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يَسْتَغِلُّ بَعْضُ الْفِرَقِ هٰذَا الْحَدِيثَ، لِيَتَّخِذُوا مِنْهُ مَطْعَنًا فِي مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَلَيْسَ فِيهِ مَا يُسَاعِدُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، كَيْفَ؟ وَفِيهِ أَنَّهٗ كَانَ كَاتِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ .

''بعض گمراہ فرقے اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اس حدیث کا کوئی پہلو ان گمراہوں کی تائید نہیں کرتا۔ اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کیسے ثابت ہو گی، اس میں تو یہ ذکر ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے؟''

(سِلسلة الأحاديث الصّحيحة : 82)

اتنی تصریحات کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت کی دلیل نہ مانے، تو وہ سخت خطا کا مرتکب ہے۔

③ سیدنا عرباض بن ساریہ سُلَمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے سنا:

أَللّٰهُمَّ! عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابِ، وَقِهِ الْعَذَابَ .

''اللہ! انہیں قرآن کی تفسیر اور حساب سکھا دے اور عذاب سے بچا لے۔''

(مسند أحمد : 127/4، الشّريعة للآجرّي : 1970-1973، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو ابن خزیمہ (۱۹۳۸) اور ابن حبان (۷۲۱۰) ﷭ نے صحیح کہا ہے۔

حافظ ذہبی ﷫ فرماتے ہیں: لِلْحَدِيثِ شَاهِدٌ قَوِيٌّ .

''**اس حدیث کا ایک قوی شاہد بھی موجود ہے۔**''

(سِيَر أعلام النبلاء : 124/3)

اس کا شاہد مسند الشامیین للطبرانی (۳۳۳ سندہ حسن) میں موجود ہے۔

علم، فقہ اور خوبیاں:

ابن ابوملیکہ ﷫ بیان کرتے ہیں:

قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ : هَلْ لَّكَ فِي أَمِيرِ الْمُوْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ؟ فَإِنَّهٗ مَا أَوتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ، قَالَ : أَصَابَ، إِنَّهٗ فَقِيهٌ .

''**سیدنا ابن عباس ﷠ سے پوچھا گیا کہ آپ امیر المومنین معاویہ ﷛ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے صرف ایک رکعت وتر ادا کیا ہے، تو فرمایا: درست کیا، وہ فقیہ ہیں۔**''(صحيح البخاري : 3765)

ایک روایت میں ہے:

أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ، وَعِنْدَهٗ مَوْلًى لِّابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : دَعْهُ، فَإِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ .

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز عشا کے بعد ایک وتر ادا فرمایا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام ان کے پاس تھا۔ وہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا (اور یہ بات بتائی)، تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔“

(صحيح البخاري : 3764)

تنبیہ:

شرح معانی الاثار للطحاوی (۱/ ۲۸۹) میں ہے:

مِنْ أَيْنَ تُرٰى أَخَذَهَا الْحِمَارُ .

”اس گدھے نے یہ کہاں سے سیکھ لیا۔“

تبصرہ:

یہ شاذ (ضعیف) ہے۔

① صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے۔

② عبدالوہاب بن عطا خفاف (حسن الحدیث) نے عثمان بن عمر جیسے ثقات واوثق کی مخالفت کی ہے، عبدالوہاب کے علاوہ کسی نے یہ الفاظ بیان نہیں کیے۔

③ یہ بات سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی شان سے بعید ہے۔

④ ایک وتر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کی جماعت سے ثابت ہے۔

⑤ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشا کے بعد ایک وتر پڑھا، ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام بھی موجود تھے،

غلام نے آ کر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دَعْهُ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''درست! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔''

(صحيح البخاري : 3764)

صحیح بخاری (۳۷۶۵) میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِنَّهُ فَقِيهٌ .

''معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ ہیں۔''

امام عطاء بن ابورباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ، فَأُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : أَصَابَ السُّنَّةَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا، تو ان پر اعتراض ہوا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنت پر عمل کیا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 291/2، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ ایک وتر سنت ہے، نیز فقیہ ہونے کی نشانی بھی۔ سیدنا معاویہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں جلیل القدر صحابی ایک رکعت وتر کے قائل و فاعل تھے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ عُثْمَانَ أَقْضٰى بِحَقٍّ مِّنْ صَاحِبِ هٰذَا الْبَابِ، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ .

''میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حق کے مطابق فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساكر : 161/59، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ أَسْوَدَ مِنْ مُّعَاوِيَةَ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر شان وشوکت والا کوئی نہیں دیکھا۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساكر : 173/59، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ، أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰه مِنْ أَمِيرِكُمْ هٰذَا، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہانِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔''

(الفوائد المنتقاة للسمرقندي : 67، وسندهٗ صحيحٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ شَهَادَةُ الصَّحَابَةِ بِفِقْهِهِ وَدِينِهِ، وَالشَّاهِدُ بِالْفِقْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَبِحُسْنِ الصَّلَاةِ أَبُو الدَّرْدَاءِ، وَهُمَا هُمَا، وَالْآثَارُ الْمُوَافِقَةُ لِهٰذَا كَثِيرَةٌ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فقاہت اور دین داری کی گواہی صحابہ نے دی ہے، فقاہت کی گواہی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دی ہے اور عمدہ نماز پڑھنے کی گواہی سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دی ہے۔ یہ دونوں صحابی کیا شان رکھتے تھے! اس کے موافق کئی روایات ہیں۔''

(منهاج السنّة النّبويّة : 235/6)

ربیع بن نافع حلبی رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ سِتْرٌ لِّأَصْحَابِ النَّبِيِّ، فَإِذَا كَشَفَ الرَّجُلُ السِّتْرَ اجْتَرَأَ عَلٰى مَا وَرَاءَهٗ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کے لیے پردہ ہیں۔ جب کوئی پردہ ہٹا دیتا ہے، تو پردے کے پیچھے والی چیزوں پر جسارت کرنے لگتا ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب :209/1، تاريخ ابن عساكر : 209/59، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (۱۲۴ھ) فرماتے ہیں:

عَمِلَ مُعَاوِيَةُ بِسِيرَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ سِنِينَ، لَا يَخْرِمُ مِنْهَا شَيْئًا.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سالہا سال سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت پر عمل کیا۔ اس میں ذرا برابر کوتاہی نہیں کی۔''

(السنّة لأبي بكر الخلّال : 683، وسندهٗ صحيحٌ)

ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ! فَلَا وَاللّٰهِ، مَا أَبْغَضْنَاكَ مُنْذُ أَحْبَبْنَاكَ، وَلَا عَصَيْنَاكَ مُنْذُ أَطَعْنَاكَ، وَلَا فَارَقْنَاكَ مُنْذُ جَامَعْنَاكَ، وَلَا نَكَثْنَا بَيْعَتَنَا مُنْذُ بَايَعْنَاكَ، سُيُوفُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا، إِنْ أَمَرْتَنَا أَطَعْنَاكَ، وَإِنْ دَعَوْتَنَا أَجَبْنَاكَ، وَإِنْ سَبَقْتَنَا أَدْرَكْنَاكَ، وَإِن سَبَقْنَاكَ نَظَرْنَاكَ .

''اللہ کی قسم! جب سے آپ سے محبت کی ہے، آپ سے بغض نہیں کیا، جب سے آپ کی اطاعت میں آئے، نافرمانی نہیں کی۔ جب سے ملے ہیں، آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ جب سے آپ کی بیعت کی، بیعت نہیں توڑی۔ ہماری تلواریں کندھوں پر ہیں، اگر آپ کا حکم ہوا، تو ہم سرمو انحراف نہیں کریں گے۔ آپ نے پکارا، تو لبیک کہیں گے۔ آپ ہم سے آگے نکل گئے، تو ہم آپ کے پیچھے جائیں گے اور اگر ہم آگے نکل گئے، تو آپ کا انتظار کریں گے۔''

(مسائل الإمام أحمد برواية ابنه أبي الفضل صالح :330، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور خلافت وملوکیت:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، مَلِكُ الْإِسْلَامِ .

''امیر المومنین اور شاہِ اسلام۔''(سِيَر أعلام النّبلاء :120/3)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''خلیفہ'' بھی کہا ہے۔

(صحيح ابن خزيمة : 2408، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ، أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰه مِنْ أَمِيرِكُمْ هٰذَا، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہانِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔''

(الفوائد المنتقاة للسمرقندي : 67، وسندهٔ صحيحٌ)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ''خلافت معاویہ بن ابی سفیان'' کہا ہے۔

(مسند الإمام أحمد : 15281، سنن الدارمي : 46، وسندهٔ صحيحٌ)

امام نافع رحمہ اللہ نے بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ اقتدار کو ''خلافت'' کہا ہے۔

(صحيح مسلم : 1547)

تابعی کبیر جبیر بن نفیر رحمہ اللہ (۸۰ھ) نے بھی ''خلافت معاویہ'' کہا ہے۔

(مسند الإمام أحمد : 17734، وسندهٔ صحيحٌ)

عامر شعبی رحمہ اللہ (بعد ۱۰۰ھ) فرماتے ہیں:

دُهَاةُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَرْبَعَةٌ مُعَاوِيَة وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ وَزِيَادٌ .

''اس امت میں چار اصحابِ بصیرت ہیں؛ ① سیدنا معاویہ، ② سیدنا عمرو بن عاص، ③ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم ④ اور زیاد بن ابی سفیان رحمہ اللہ۔''

(عِلَل أحمد برواية ابنهٖ عبد اللّٰه : 1772، طَبَقات ابن سعد : 351/2، وسندهٔ صحيحٌ)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ الْحَسَنَ إِنَّمَا سَلَّمَ الْخِلَافَةَ لِمُعَاوِيَةَ حَيَاتَهٗ لَا غَيْرَ، ثُمَّ تَكُونُ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ، وَعَلٰى ذٰلِكَ انْعَقَدَ بَيْنَهُمَا مَا انْعَقَدَ فِي ذٰلِكَ، وَرَأَى الْحَسَنُ ذٰلِكَ خَيْرًا مِنْ إِرَاقَةِ الدِّمَاءِ فِي طَلَبِهَا، وَإِنْ كَانَ عِنْدَ نَفْسِهٖ أَحَقَّ بِهَا .

''اس بارے علما کا کوئی اختلاف نہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپ دی تھی، پھر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بعد بھی خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔ اس پر سیدنا حسن اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو معاہدہ طے پایا، سو پایا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے اسے خون بہانے سے بہتر سمجھا، اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ خلافت کا زیادہ حق رکھتے تھے۔''

(الاستیعاب :387/1)

حبر امت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَخْلَقَ لِلْمُلْكِ مِنْ مُّعَاوِيَةَ .

''میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر بادشاہت کے زیادہ لائق کوئی نہیں دیکھا۔''

(الأمالي من آثار الصّحابة للإمام عبد الرزّاق : 97، السنّة لأبي بكر الخلّال : 637، مجموع فيه مصنفات لأبي العبّاس الأصم : 578(162)، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّكُمْ فِي نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَسَتَكُونُ خِلَافَةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا، يَشْرَبُونَ الْخُمُورَ،

وَيَلْبِسُونَ الْحَرِيرَ، وَفِي ذٰلِكَ يُنْصَرُونَ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ .

''آپ نبوت اور رحمت کے دور میں ہیں، عنقریب خلافت اور رحمت ہو گی، پھر ایسا اور ایسا ہو گا (بادشاہت اور رحمت آئے گی)، پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت آئے گی۔ لوگ شراب پئیں گے اور ریشم پہنیں گے، لیکن اس کے باوجود قیامت تک ایک طائفہ منصورہ بھی موجود رہے گا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 345/6، ح : 6581، وسندهٗ حسنٌ)

خلافت کے بعد ایک خاص زمانہ ہے، جسے (کذا وکذا) سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہ ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت کا زمانہ۔ اس کے بعد جا کر کاٹ کھانے والی ملوکیت کا دور شروع ہو گا۔ لہٰذا جن روایات میں خلافت کے بعد ملک عضوض کا ذکر ہے، وہ اختصار پر مبنی ہیں۔ اس کی تائید ایک دوسری صریح حدیث سے ہوتی ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ هٰذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَّرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ إِمَارَةً وَّرَحْمَةً .

''پہلے نبوت اور رحمت ہے، پھر خلافت اور رحمت ہو گی، پھر بادشاہت اور رحمت ہو گی، پھر امارت اور رحمت ہو گی۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 88/11، ح : 11138، السّلسلة الصّحيحة : 3270، وسندهٗ حسنٌ)

اس کی تائید اجماعِ امت سے ہوتی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالكَتَائِبِ، قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ : أَرٰى كَتِيبَةً لَا تُوَلِّي حَتّٰى تُدْبِرَ أُخْرَاهَا، قَالَ مُعَاوِيَةُ : مَنْ لِذَرَارِيِّ الْمُسْلِمِينَ؟ فَقَالَ : أَنَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ : نَلْقَاهُ فَنَقُولُ لَهُ الصُّلْحَ، قَالَ الْحَسَنُ : وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ، قَالَ : بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، جَاءَ الْحَسَنُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''جب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما لشکروں کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے،تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں، جو پلٹ کر نہیں بھاگے گا، بلکہ مخالف کو مار بھگائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (حالت جنگ میں) مسلمانوں کے اہل وعیال کا خیال کون رکھے گا؟ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رکھوں گا۔ تو عبد اللہ بن عامر رحمہ اللہ اور عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے صلح کی بات کرتے ہیں۔ (راوی حدیث) حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، وہ بیان

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔''

(صحيح البخاري: 7109)

اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

دَلَالَةٌ عَلٰی رَأْفَةِ مُعَاوِيَةَ بِالرَّعِيَّةِ وَشَفَقَتِهِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَقُوَّةَ نَظَرِهِ فِي تَدْبِيرِ الْمُلْكِ وَنَظَرِهِ فِي الْعَوَاقِبِ .

''اس میں دلیل ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رعایا کا بہت خیال رکھنے والے تھے، مسلمانوں پر انتہائی شفیق تھے، حکومتی معاملات میں بڑی گہری نظر رکھتے تھے اور ہر معاملہ کے انجام کار سے بخوبی آشنا تھے۔''

(فتح الباري: 13/66)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتْ نُبُوَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُبُوَّةً وَّرَحْمَةً، وَكَانَتْ خِلَافَةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ خِلَافَةَ نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَكَانَتْ إِمَارَةُ مُعَاوِيَةَ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، وَبَعْدَهٗ وَقَعَ مُلْكٌ عَضُوضٌ .

''نبی اکرم ﷺ کی نبوت، نبوت و رحمت تھی۔ خلفائے راشدین کی خلافت، خلافت نبوت اور رحمت تھی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت رحمت

والی بادشاہت تھی۔ اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت شروع ہوگئی۔‘‘

(جامع المسائل : 154/5)

نیز فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّ مُعَاوِیَةَ أَفْضَلُ مُلُوكِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، فَإِنَّ الْأَرْبَعَةَ قَبْلَهٗ کَانُوا خُلَفَاءَ نُبُوَّةٍ، وَهُوَ أَوَّلُ الْمُلُوكِ، کَانَ مُلْکُهٗ مُلْکًا وَّرَحْمَةً، کَمَا جَاءَ فِي الْحَدِیثِ ...... وَکَانَ فِي مُلْکِهٖ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالْحُلْمِ وَنَفْعِ الْمُسْلِمِینَ مَا یُعْلَمُ أَنَّهٗ کَانَ خَیْرًا مِّنْ مُلْكِ غَیْرِهٖ.

’’اہل علم کا اتفاق ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس امت کے سب سے افضل بادشاہ تھے۔ آپ سے پہلے چاروں حکمران خلفائے نبوت تھے۔ آپ ہی سب سے پہلے بادشاہ ہوئے۔ آپ کی حکمرانی باعث رحمت تھی، جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ آپ کی بادشاہت مسلمانوں کے لیے اتنی فائدہ مند تھی اور اس میں اتنی رحمت و برکت تھی کہ اس کے دنیا کی سب سے اچھی بادشاہت ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے۔‘‘

(مجموع الفتاوٰی : 478/4)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت وملوکیت باعث رحمت تھی۔ ملوکیت عضوض (کاٹ کھانے والی بادشاہت) آپ کے دور اقتدار کے بعد شروع ہوئی۔

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۳۱۔۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ مُعَاوِيَةُ، وَهُوَ خَيْرُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ .

''مسلمانوں کے سب سے پہلے اور افضل بادشاہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 722)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰-۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الرَّعَايَا عَلٰى بَيْعَتِهٖ فِي سَنَةِ إِحْدٰى وَأَرْبَعِينَ، كَمَا قَدَّمْنَا، فَلَمْ يَزَلْ مُسْتَقِلًّا بِالْأَمْرِ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ إِلٰى هٰذِهِ السَّنَةِ الَّتِي كَانَتْ فِيهَا وَفَاتُهٗ، وَالْجِهَادُ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ قَائِمٌ، وَكَلِمَةُ اللّٰهِ عَالِيَةٌ، وَالْغَنَائِمُ تَرِدُ إِلَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ الْأَرْضِ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهٗ فِي رَاحَةٍ وَّعَدْلٍ، وَصَفْحٍ وَّعَفْوٍ .

''تمام رعایا نے 41ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اجماع کیا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے، آپ رضی اللہ عنہ اپنی وفات (60 ہجری) تک خود مختار حکمران رہے۔ آپ کے دور میں دشمنانِ اسلام کے علاقوں میں جہاد جاری تھا، کلمۃ اللہ بلند تھا اور اطراف زمین سے مالِ غنیمت آ رہا تھا۔ مسلمان آپ کی حکومت میں خوش و خرم تھے، انہیں عدل و انصاف مہیا تھا اور عفو و درگزر کا مظاہرہ کیا جاتا تھا۔'' (البداية والنّهاية : 119/8)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا﴾

(بنی إسرائيل : 33)

''جو شخص ظلم سے قتل کر دیا جائے، ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے۔''

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَدْ أَخَذَ الْإِمَامُ الْحَبْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ مِّنْ عُمُومِ هٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ وِلَايَةَ مُعَاوِيَةَ السَّلْطَنَةَ، أَنَّهٗ سَيَمْلِكُ، لِأَنَّهٗ كَانَ وَلِيَّ عُثْمَانَ.

''حبر امت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کے عموم سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولایت ثابت کی ہے کہ وہ عنقریب حکمران بنیں گے، کیونکہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ولی تھے۔''

(تفسير ابن كثير: 142/4، بتحقيق عبد الرزّاق المهدي)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی یہ بات بلا دلیل نہیں، یہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

زہدم بن مضرب جرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا فِي سَمَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: إِنِّي مُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيثٍ، لَيْسَ بِسِرٍّ وَّلَا عَلَانِيَةٍ، إِنَّهٗ لَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ هٰذَا الرَّجُلِ مَا كَانَ، يَعْنِي عُثْمَانَ، قُلْتُ لِعَلِيٍّ: اعْتَزِلْ، فَلَوْ كُنْتَ فِي جُحْرٍ طُلِبْتَ حَتّٰى تُسْتَخْرَجَ، فَعَصَانِي، وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَيَتَأَمَّرَنَّ عَلَيْكُمْ مُعَاوِيَةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي

الْقَتْلِ إِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾(الإسراء:33)

’’ہم سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس رات کی محفل میں شریک ہوئے۔انہوں نے فرمایا: میں آپ کو ایسی بات بیان کرنے والا ہوں، جو نہ مخفی ہے، نہ ظاہر۔ جب عثمان (رضی اللہ عنہ کی شہادت) کا معاملہ ہوا، تو میں نے علی (رضی اللہ عنہ) سے کہا: اس معاملے سے دُور رہیں، اگر آپ کسی بِل میں بھی ہوں گے، تو (خلافت کے لیے) آپ کو تلاش کر کے نکال لیا جائے گا، لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی۔ اللہ کی قسم! معاویہ (رضی اللہ عنہ) ضرور حکمران بنیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ إِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾ (الاسراء:17 :33)

’’جو شخص ظلم سے قتل کر دیا جائے، ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے، وہ قتل کرنے میں زیادتی نہ کرے، اس کی ضرور مدد کی جائے گی۔‘‘

(المعجم الكبير للطّبراني :320/10، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن سعد رحمہ اللہ (۱۶۸۔۲۳۰ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتْ وِلَايَتُهٗ عَلَى الشَّامِ عِشْرِينَ سَنَةً أَمِيرًا، ثُمَّ بُويِعَ لَهٗ بِالْخِلَافَةِ، وَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَلَمْ يَزَلْ خَلِيفَةً عِشْرِينَ سَنَةً حَتّٰى مَاتَ لَيْلَةَ الْخَمِيسِ، لِلنِّصْفِ مِنْ رَجَبَ، سَنَةَ سِتِّينَ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیس سال تک شام کے گورنر رہے، پھر ان کی خلافت پر بیعت ہو گئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امت مسلمہ کا ان پر اتفاق ہوا۔ وہ بیس سال خلیفہ رہے آخر 15 رجب، 60 ہجری کو جمعرات کی رات وفات پا گئے۔'' (الطّبقات الکبرٰی : 285/7)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ تَرَجِّيهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوُقُوعِ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ أُولٰئِكَ الْفِئَتَيْنِ الْعَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِالْحَسَنِ فِيهِ دَلَالَةٌ أَيْ دَلَالَةٌ عَلٰى صِحَّةِ مَا فَعَلَهُ الْحَسَنُ وعَلٰى أَنَّهُ مُخْتَارٌ فِيهِ وعَلٰى أَنَّ تِلْكَ الْفَوَائِدَ الشَّرْعِيَّةَ وَهِيَ صِحَّةُ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ وَقِيَامِهٖ بِأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ وَتَصَرُّفِهٖ فِيهَا بِسَائِرِ مَا تَقْتَضِيهِ الْخِلَافَةُ، مُتَرَتِّبَةٌ عَلٰى ذٰلِكَ الصُّلْحِ، فَالْحَقُّ ثُبُوتُ الْخِلَافَةِ لِمُعَاوِيَةَ مِنْ حِينَئِذٍ وَأَنَّهُ بَعْدَ ذٰلِكَ خَلِيفَةُ حَقٍّ وَإِمَامُ صِدْقٍ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اُمید کہ حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح واقع ہو گی۔ اس میں دلیل ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے جو کیا، وہ درست تھا اور اس معاملہ میں وہ خود مختار تھے۔ نیز دلیل ہے کہ یہ شرعی فوائد یعنی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا صحیح ہونا، مسلمانوں کے معاملات کو سنبھالنا اور ان معاملات میں اُن کا اسی طرح

تصرف کرنا، جو خلافت کا تقاضا ہے، یہ سب اُمور اس صلح پر مرتب ہیں۔ لہٰذا حق بات یہی ہے کہ (جب نبی کریم ﷺ صلح والی حدیث بیان کی تھی،) اسی وقت سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت ثابت ہو گئی تھی۔ پھر صلح کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ حق اور سچے امام منتخب ہوئے۔''

(الصّواعق المحرقة : 625/2)

علامہ یوسف نبہانی صاحب (۱۳۵۰ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَثَابِتَةٌ صَحِيحَةٌ بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کے بعد سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت صحیح ثابت ہے۔''

(الأساليب البديعة في فضل الصّحابة وإقناع الشّيعة، ص 33)

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

اِنْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى خِلَافَةِ مُعَاوِيَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَهٗ.

''سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے (خلافت سونپنے) بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع ہو گیا تھا۔''

(البِناية شرح الهِداية : 14/9)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

إِجْتِمَاعُ أَهْلِ الْحِلِّ وَالْعَقْدِ عَلَيْهِ صَارَ خَلِيفَةَ حَقٍّ مُطَاعًا

يَجِبُ لَهٗ مِنْ حَيْثُ الطَّوَاعِيَةُ وَالْاِنْقِيَادُ مَا يَجِبُ لِلْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ قَبْلَهٗ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اہل حل وعقد کا اجماع ہو گیا، جس سے وہ خلیفہ حق نامزد ہو گئے، ان کی اطاعت وفرمانبرداری اسی طرح واجب ہو گئی، جس طرح اُن سے پہلے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اطاعت واجب ہوئی تھی۔''

(الصّواعق المحرقة : 629/2)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن:

بعض لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں، حالانکہ صحابہ کرام کو برا کہنے والا خود برا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے:

لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِي .

''میرے کسی صحابی کو برا نہ کہو۔'' (صحيح مسلم : 2541)

امام حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا:

عَلٰى أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَلْعَنُونَ، لَعْنَةُ اللّٰهِ .

''ان لعنت کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔''

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 206/59، وسندهٗ صحيحٌ)

ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ ضَرَبَ إِنْسَانًا قَطُّ، إِلَّا إِنْسَانًا شَتَمَ مُعَاوِيَةَ، فَإِنَّهُ ضَرَبَهُ أَسْوَاطًا .

''میں نے امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو کبھی کسی انسان کو مارتے ہوئے نہیں دیکھا، انہوں نے صرف اس شخص کو کوڑے مارے، جس نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا تھا۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر : 211/59، وسندہٗ حسنٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ لَعَنَهُمْ، فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ .

''جس نے صحابہ پر لعنت کی، وہ اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی : 66/35)

نیز فرماتے ہیں:

مَنْ لَعَنَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ، كَمُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَنَحْوِهِمَا، فَإِنَّهُ مُسْتَحِقٌّ لِّلْعُقُوبَةِ الْبَلِيغَةِ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الدِّينِ .

''جو سیدنا معاویہ اور عمرو بن عاص وغیرہما صحابہ پر لعنت کرتا ہے، وہ باتفاقِ ائمہ دین سخت سزا کا مستحق ہے۔''(مجموع الفتاوٰی : 58/35)

مزید فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ لَمْ يَدَّعِ الْخِلَافَةَ، وَلَمْ يُبَايَعْ لَهُ بِهَا حِيْنَ قَاتَلَ عَلِيًّا،

وَلَمْ يُقَاتِلْ عَلٰى أَنَّهٗ خَلِيفَةٌ، وَلَا أَنَّهٗ يَسْتَحِقُّ الْخِلَافَةَ، وَيُقِرُّونَ لَهٗ بِذٰلِك، وَقَدْ كَانَ مُعَاوِيَةُ يُقِرُّ بِذٰلِكَ لِمَنْ سَأَلَهٗ عَنْهُ، وَلَا كَانَ مُعَاوِيَةُ وَأَصْحَابُهٗ يَرَوْنَ أَنْ يَبْتَدُوا عَلِيًّا وَّأَصْحَابَهٗ بِالْقِتَالِ وَلَا يَعْلُوا.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت طلب نہیں کی تھی، نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کے وقت ان کی خلافت پر بیعت کی گئی تھی۔ انہوں نے اس بنا پر لڑائی نہیں کی تھی کہ وہ خلیفہ ہیں یا خلافت کے مستحق۔ البتہ صحابہ کرام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اقراری تھے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا جاتا، تو وہ ان کی خلافت کا اقرار کرتے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے لڑائی کرنے یا ان پر غلبہ حاصل کرنے کے خواہاں نہیں تھے۔''

(مجموع الفتاوٰی: 72/35)

فائدہ: عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهٗ: أَنَّهٗ قَدِمَ وَافِدًا عَلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَضٰى حَاجَتَهٗ، ثُمَّ دَعَاهُ فَأَخْلَاهُ، فَقَالَ: يَا مِسْوَرُ! مَا فَعَلَ طَعْنُكَ عَلَى الْأَئِمَّةِ؟ فَقَالَ الْمِسْوَرُ: دَعْنَا مِنْ هٰذَا، وَأَحْسِنْ فِيمَا قَدَّمْنَا لَهٗ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا، وَاللّٰهِ! وَلَتُكَلِّمَنَّ بِذَاتِ نَفْسِكَ، وَالَّذِي تَعِيبُ عَلَيَّ، قَالَ

الْمِسْوَرُ : فَلَمْ أَتْرُكْ شَيْئًا أَعِيبُهُ عَلَيْهِ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَهُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ : لَا بَرِيَ مِنَ الذَّنْبِ، فَهَلْ تَعُدُّ يَا مِسْوَرُ ! مَا نَلِي مِنَ الْإِصْلَاحِ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا؟ أَمْ تَعُدُّ الذُّنُوبَ وَتَتْرُكُ الْحَسَنَاتِ؟ قَالَ الْمِسْوَرُ : لَا، وَاللّٰهِ! مَا نَذْكُرُ إِلَّا مَا تَرٰى مِنْ هٰذِهِ الذُّنُوبِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ : فَإِنَّا نَعْتَرِفُ لِلّٰهِ بِكُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْنَاهُ، فَهَلْ لَّكَ يَا مِسْوَرُ! ذُنُوبٌ فِي خَاصَّتِكَ، تَخْشٰى أَنْ تُهْلِكَكَ إِنْ لَّمْ يَغْفِرْهَا اللّٰهُ؟ قَالَ مِسْوَرٌ : نَعَمْ، قَالَ مُعَاوِيَةُ : فَمَا يَجْعَلُكَ أَحَقَّ أَنْ تَرْجُوَ الْمَغْفِرَةَ مِنِّي؟ فَوَاللّٰهِ لَمَا أَلِي مِنَ الْإِصْلَاحِ أَكْثَرَ مِمَّا تَلِي، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا أُخَيَّرُ بَيْنَ أَمْرَيْنِ، بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ غَيْرِهٖ، إِلَّا اخْتَرْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى مَا سِوَاهُ، وَإِنَّا عَلٰى دِينٍ يَّقْبَلُ اللّٰهُ فِيهِ الْعَمَلَ، وَيُجْزِي فِيهِ بِالْحَسَنَاتِ، وَيُجْزِي فِيهِ بِالذُّنُوبِ، إِلَّا أَنْ يَّعْفُوَ عَمَّنْ يَّشَاءُ، فَأَنَا أَحْتَسِبُ كُلَّ حَسَنَةٍ عَمِلْتُهَا بِأَضْعَافِهَا، وَأُوَازِي أُمُورًا عِظَامًا لَّا أُحْصِيهَا وَلا تُحْصِيهَا، مِنْ عَمَلٍ لِلّٰهِ فِي إِقَامَةِ صَلَوَاتِ الْمُسْلِمِينَ، وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ،

وَالْحُكْمِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَالْأُمُورِ الَّتِي لَسْتَ تُحْصِيهَا وَإِنْ عَدَدْتُّهَا لَكَ، فَتَفَكَّرْ فِي ذٰلِكَ، قَالَ الْمِسْوَرُ : فَعَرَفْتُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَدْ خَصَمَنِي حِينَ ذَكَرَ لِي مَا ذَكَرَ، قَالَ عُرْوَةُ : فَلَمْ يَسْمَعِ الْمِسْوَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ يُذْكَرُ مُعَاوِيَةُ إِلَّا اسْتَغْفَرَ لَهُ.

''سیدنا مِسْوَر بن مَخرَمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بن کر گئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا کام کر دیا، پھر انہیں علیحدہ بلا کر فرمایا: مسور! حکمرانوں پر آپ کی عیب جوئی کا کیا بنا؟ سیدنا مِسْوَر کہنے لگے: اس بات کو چھوڑیں اور ہمارے موجودہ طرز عمل کی بنا پر ہم سے حسن سلوک روا رکھیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! آپ کو ضرور اپنے دل کی بات کہنا ہو گی اور اپنے خیال کے مطابق میرے عیوب بیان کرنا ہوں گے۔ سیدنا مِسْور کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دل کی تمام بھڑاس نکال ڈالی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی انسان (ماسوائے انبیائے کرام) غلطی سے معصوم نہیں۔ مسور! عوام کے معاملے میں جو اصلاحات ہم نے کی ہیں، کیا آپ انہیں کچھ وقعت دیتے ہیں؟ نیکی تو دس گنا شمار ہوتی ہے۔ کیا آپ غلطیوں کو شمار کرتے ہیں اور نیکیوں سے صرف نظر کرتے ہیں؟ سیدنا مِسْور رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم تو صرف ان غلطیوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جو نظر آتی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ہر اس غلطی کا اعتراف کرتے ہیں، جو ہم سے

ہوئی، لیکن مسور! کیا آپ سے اپنے خاص لوگوں کے بارے میں کوئی ایسی غلطی نہیں ہوئی، جس کو اگر اللہ معاف نہ کرے، تو آپ کو اپنی ہلاکت کا ڈر ہو؟ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بالکل ہم سے ایسی غلطیاں ہوئی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر آپ کو اپنے بارے میں مجھ سے بڑھ کر مغفرت کی امید کیوں ہے؟ اللہ کی قسم! میں آپ سے بڑھ کر اصلاح کی کوشش میں رہتا ہوں اور اگر مجھے اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی نافرمانی میں سے انتخاب کا اختیار دیا جائے، تو میں ضرور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو ترجیح دوں گا۔ ہم ایسے دین کے پیروکار ہیں، جس کے مطابق اللہ عمل کو قبول کرتا ہے، نیکی کی جزا دیتا ہے اور برائی کی سزا دیتا ہے، ہاں جسے چاہے معاف بھی کر دیتا ہے۔ میں نے جو بھی نیکیاں کی ہیں، مجھے ان کے کئی گنا ثواب کی امید ہے اور میں ان امور کو سامنے رکھتا ہوں، جنہیں نہ میں شمار کر سکتا ہوں، نہ آپ، مثلاً اللہ کی رضا کے لیے مسلمانوں میں نظام صلاۃ کا قیام، اللہ کے راستے میں جہاد، اللہ کے نازل کردہ نظام کا نفاذ اور اسی طرح کے دوسرے امور جن کو میں ذکر بھی کروں، تو آپ شمار نہیں کر پائیں گے۔ اس بارے میں غور کریں۔ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے معلوم ہو گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ بیان کر کے مجھے (میرے خیالات کو) مات دے دی ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب بھی سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کے سامنے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا، انہوں نے ان کے لیے استغفار فرمایا۔''

(تاریخ بغداد للخطیب :223/1، وسندہٗ صحیحٌ)

قوام السنہ ابوالقاسم اصبہانی رحمہ اللہ (535ھ) لکھتے ہیں:

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ الْمَهْدِيُّونَ، وَيُتَرَحَّمُ عَلٰى جَمِيعِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰى طَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ، وَعَائِشَةَ، وَعَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَأَصْحَابِ الْجَمَلِ، وَصِفِّينَ الْقَاتِلِينَ، وَالْمَقْتُولِينَ وَجَمِيعِ مَنْ قَعَدَ عَنِ الْقِتَالِ مِثْلُ : أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَلٰى جَمِيعِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَنَشْهَدُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ ہدایت یافتہ خلفائے راشدین ہیں۔ سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدہ عائشہ، سیدنا عمار بن یاسر، سیدنا عمرو بن عاص، جنگ جمل وصفین میں شہید ہونے اور کرنے والے، اسی طرح ان جنگوں سے دور رہنے والے مثلا سیدنا اسامہ بن زید، عبداللہ بن عمر اور مہاجرین وانصار سمیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر رحمت کی دعا کی جائے۔ نیز ہم شہادت دیتے ہیں کہ سیدنا

معاویہ رضی اللہ عنہ قطعی جنتی ہیں۔(الحُجّة في بَيان المَحَجَّة : 2/281-282)

ابن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ عَنِ الَّذِي يَشْتُمُ مُعَاوِيَةَ، أَيُصَلِّي خَلْفَهُ؟ قَالَ : لَا يُصَلِّي خَلْفَهُ، وَلَا كَرَامَةَ .

''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جو شخص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا ہو، کیا اس کے پیچھے نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ فرمایا: اس کے پیچھے نماز ادا نہیں کی جاسکتی، نہ اس کی عزت کی جائے گی۔''

(مسائل ابن هانئ : 296)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا قِيلَ : إِنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَخْلَفَ يَزِيدَ، وَبِسَبَبِ وِلَايَتِهِ فَعَلَ هٰذَا، قِيلَ : اسْتِخْلَافُهُ إِنْ كَانَ جَائِزًا لَمْ يَضُرَّهُ مَا فَعَلَ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جَائِزًا فَذَاكَ ذَنْبٌ مُسْتَقِلٌّ وَلَوْ لَمْ يَقْتُلِ الْحُسَيْنَ، وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ كَانَ مِنْ أَحْرَصِ النَّاسِ عَلٰى إِكْرَامِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَصِيَانَةِ حُرْمَتِهِ، فَضْلًا عَنْ دَمِهِ، فَمَعَ هٰذَا الْقَصْدِ وَالْاِجْتِهَادِ لَا يُضَافُ إِلَيْهِ فِعْلُ أَهْلِ الْفَسَادِ .

''اگر کوئی اعتراض کرے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلیفہ نامزد کیا اور اسی وجہ سے یزید نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ تو اسے جواب دیا

جائے گا کہ اگر یزید کو خلیفہ بنایا جائز تھا، تو یزید نے جو کیا، اس کا نقصان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ ہوگا۔ اور اگر اسے خلیفہ نامزد کرنا جائز نہ تھا، تو یہ الگ گناہ ہے، حالانکہ یزید نے حسین رضی اللہ عنہ کو شہید نہیں کیا۔ وہ تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بے انتہا تکریم اور ان کی عزت کی حفاظت کرنے والا تھا، چہ جائیکہ وہ اُن کا خون بہائے۔ پس (معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید کو خلیفہ نامزد کرنے والے) اس قصد اور اجتہاد کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف فسادیوں کے (شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے) فعل کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔''

(مِنہاج السنّۃ: 4/473)

تنبیہ: سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَّا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَّلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے ساتھ معاہدہ تھا کہ میرے ساتھ صرف مومن محبت کرے گا اور صرف منافق بغض رکھے گا۔''

(صحیح مسلم: 78)

صحابہ اور ائمہ اہل سنت نے یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں پر فٹ نہیں کی! اور نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی بنا پر انہیں برا بھلا کہا، بلکہ دونوں سے محبت ومودت کا اظہار کیا، ترحم اور استغفار کو اپنا شعار ودِثار بنایا۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَعْنَاهُ : أَنَّ حُبَّ عَلِيٍّ مِّنَ الْإِيْمَانِ، وَبُغْضَهُ مِنَ النِّفَاقِ، فَالْإِيْمَانُ ذُو شُعَبٍ، وَّكَذَالِكَ النِّفَاقُ يَتَشَعَّبُ، فَلَا يَقُوْلُ عَاقِلٌ : إِنَّ مُجَرَّدَ حُبِّهٖ يَصِيرُ الرَّجُلُ بِهٖ مُؤْمِناً مُّطْلَقاً، وَّلَا بِمُجَرَّدِ بُغْضِهٖ يَصِيرُ بِهِ الْمُوَحِّدُ مُنَافِقاً خَالِصًا، فَمَنْ أَحَبَّهُ وَأَبْغَضَ أَبَا بَكْرٍ، كَانَ فِي مَنْزِلَةِ مَنْ أَبْغَضَهُ، وَأَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ، فَبُغْضُهُمَا ضَلَالٌ وَّنِفَاقٌ، وَّحُبُّهُمَا هُدًى وَّإِيْمَانٌ .

''اس حدیث کا مفہوم ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان اور ان سے بغض نفاق ہے۔ایمان کے کئی شعبے ہیں،اسی طرح نفاق کے بھی کئی شعبے ہیں،لہٰذا کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت سے بندہ کامل مومن بن جاتا ہے اور ان سے بغض رکھنے سے موحد آدمی ٹھوس منافق بن جاتا ہے۔جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا،وہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کا دم بھرنے والوں جیسا ہے۔ دونوں سے بغض ضلالت اور نفاق ہے اور دونوں سے محبت ہدایت اور عین ایمان ہے۔''

(سیر أعلام النّبلاء :510/12)

نیز فرماتے ہیں:

قَدْ أَحَبَّهُ قَوْمٌ لَّا خَلَاقَ لَهُمْ، وَأَبْغَضَهُ بِجَهْلٍ قَوْمٌ مِّنَ النَّوَاصِبِ .

''روافض سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کے دعویٰ دار ہیں،جبکہ ایمان اور اسلام

میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ ناصبیوں نے جہالت کی وجہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض روا رکھا۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء :169/17)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمَعْنٰى لَا يُحِبُّنِي حُبًّا مَّشْرُوعًا مُطَابِقًا لِلْوَاقِعِ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ لِيُخْرِجَ النُّصَيْرِيَّ وَالْخَارِجِيَّ «إِلَّا مُؤْمِنٌ»، أَيْ كَامِلُ الْإِيمَانِ فَمَنْ أَحَبَّهٗ وَأَبْغَضَ الشَّيْخَيْنِ مَثَلًا فَمَا أَحَبَّهٗ حُبًّا مَّشْرُوعًا أَيْضًا .

''اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ میرے ساتھ بغیر زیادتی ونقصان کے شرعی اور حقیقی محبت صرف کامل ایمان والا مومن ہی کرے گا۔ نصیری اور خارجی اس محبت سے خارج ہیں۔ پس جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تو محبت کی، مگر سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے بغض رکھا، تو اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی شرعی محبت نہ کی۔''

(مِرقاة المَفاتيح :3933/9)

① سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلٰى خَالِدٍ لِّيَقْبِضَ الْخُمُسَ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَّقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ : أَلَا تَرٰى إِلٰى هٰذَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ : يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟ فَقُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ : لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهٗ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ .

''نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف خمس وصول کرنے بھیجا۔ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا، کیوں کہ وہ (مال خمس میں سے ایک لونڈی لے کر اس سے جماع کرنے کے بعد) غسل کر چکے تھے۔ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: علی رضی اللہ عنہ کو دیکھیں۔ ہم مدینہ آئے، تو میں نے یہ بات نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کی، آپ ﷺ نے فرمایا: بریدہ! آپ علی سے بغض رکھتے ہیں، عرض کیا: جی، ہاں، فرمایا :بغض نہ رکھیں، ان کا حصہ تو خمس میں اس سے بھی زیادہ ہے۔''

(صحيح البخاري : 4350)

بہ تقاضائے بشریت کسی کے بارے میں دل میں ناراضی اور غم وغصہ آ جاتا ہے، جیسے سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کے دل میں آ گیا، تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ناراضی دور کرنے کا کہا۔ ان پر کوئی فتویٰ نہیں لگا، کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ برتاؤ اجتہاد کی بنا پر تھا، جس میں آپ خطا کار ٹھہرے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے قطعا ثابت نہیں کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں رنجیدہ ہوں، وہ ایک اجتہاد پر تھے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی جماعت اجتہاد پر تھی۔ مشاجرات صحابہ کے مسئلہ میں اہل سنت والجماعت راہ اعتدال اور راہ حق پر ہیں۔ وہ نہ

تو روافض اور معتزلہ کی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں، نہ ہی نواصب کی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اہانت کے مرتکب ہیں، نہ ہی خوارج کی طرح سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں سے بیزار۔

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا جَرٰى مِنْ عَلِيٍّ وَّالزُّبَيرِ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فَإِنَّمَا كَانَ عَلٰى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ، وَّعَلِيٌّ الْإِمَامُ، وَكُلُّهُمْ مِنْ أَهْلِ الْإِجْتِهَادِ، وَقَدْ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَالشَّهَادَةِ، فَدَلَّ عَلٰى أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ كَانُوا عَلٰى حَقٍّ فِي اجْتِهَادِهِمْ، وَكَذٰلِكَ مَا جَرٰى بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ وَّمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَدَلَّ عَلٰى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ .

''سیدنا علی، سیدنا زبیر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے تنازع میں تاویل اور اجتہاد کی گنجائش ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو خلیفہ تھے، باقی سب بھی مجتہد تھے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے جنت اور شہادت کی گواہی دی تھی، معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب اپنے اجتہاد میں حق پر تھے۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والے اختلافات ہیں، یہ بھی تاویل و اجتہاد کی گنجائش رکھتے ہیں۔''

(الإنانة عن أصول الدّيانة، ص 260)

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (۸۰۸ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ طَرِيقُهُمْ فِيهَا الْحَقُّ وَالِاجْتِهَادُ وَلَمْ يَكُونُوا فِي مَحَارَبَتِهِمْ لِغَرَضٍ دُنْيَوِيٍّ أَوْ لِإِيثَارِ بَاطِلٍ أَوْ لِاسْتِشْعَارِ حِقْدٍ كَمَا قَدْ يَتَوَهَّمُهُ مُتَوَهِّمٌ وَيَنْزِعُ إِلَيْهِ مُلْحِدٌ .

''وہ حق اور اجتہاد کے رستے پر تھے اور ان کا قتال کسی دنیوی مقصد کے لیے تھا، نہ باطل کو بھڑکانے کے لیے اور نہ ہی دلی بغض کی وجہ سے تھا، جیسا کہ وہم ڈالنے والے وہم ڈالتے ہیں اور ملحد چکمہ دیتے ہیں۔''

(تاریخ ابن خلدون :1/257)

② **عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ، ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا، ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي، ثُمَّ قَالَ : مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ : كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَّأَجْوَدَهُ ثَغْرًا، وَّمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرُ اللَّبَنِ، أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي .

''میں اور میرے والد گرامی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ہمیں قالین پر بٹھایا، ہمیں کھانا پیش کیا گیا، ہم نے کھایا، پھر کوئی مشروب لایا گیا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور میرے ابو کو تھما دیا اور فرمایا: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا، میں نے کبھی

نہیں پیا، مزید فرمایا: میں قریش میں سب سے زیادہ خوب صورت اور کھاتا پیتا نوجوان تھا اور جو لذت مجھے تب آتی تھی، آج نصیب نہیں ہوتی، سوائے دودھ سے اور کسی انسان کی اچھی باتیں سننے سے۔''

(مسند الإمام أحمد : 26/38)

سند ''ضعیف'' ہے۔ عبداللہ بن بریدہ سے حسین بن واقد کی روایت ''منکر'' ہوتی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ الَّذِي رَوٰى عَنهُ حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ مَا أَنْكَرَهَا !.

''عبداللہ بن بریدہ کی وہ روایات، جو اس سے حسین بن واقد بیان کرتا ہے، کس قدر منکر ہیں!''

(العِلَل ومعرفة الرّجال برواية ابنه عبد اللّٰه : 1420)

یہ جرح مفسر ہے، جسے رد نہیں کیا جا سکتا۔

③ عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے کہا:

هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ، يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ، وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا، وَاللّٰهُ يَقُولُ : ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّآ أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾

(النساء : ٢٩) قَالَ : فَسَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ : أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ .

''آپ کے چچازاد معاویہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم باطل ذرائع سے ایک دوسرے کا مال کھائیں اور خود کو ہلاکت میں ڈال دیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾(النساء : ٢٩) ''اہل ایمان! ایک دوسرے کا مال باطل ذرائع سے نہ کھاؤ، ہاں باہمی مفاہمت سے تجارت ہو تو الگ بات ہے۔ نیز خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔'' عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما دم بخود ہو گئے، پھر فرمایا: اگر وہ اللہ کی اطاعت کا کہیں، تو بجا آوری کریں اور اگر گناہ کا کہیں، تو ان کی بات مت مانیں۔''(صحیح مسلم : 1844)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

مَا ذَكَرَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُّعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ إِغْيَاءٌ فِي الْكَلَامِ عَلٰى حَسْبِ ظَنِّهٖ، وَتَأْوِيلِهٖ، وَإِلَّا فَمُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَمْ يُعْرَفْ مِنْ حَالِهٖ، وَلَا مِنْ سِيرَتِهٖ شَيْءٌ مِّمَّا قَالَ لَهٗ، وَإِنَّمَا هٰذَا كَمَا قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ

: إِنَّ نَاسًا مِّنَ الْمُصَدِّقِينَ يَظْلِمُونَنَا، فَسَمَّوا أَخْذَ الصَّدْقَةِ ظُلْمًا، حَسْبَ مَا وَقَعَ لَهُمْ .

''عبدالرحمٰن بن عبدرب کعبہ رحمہ اللہ نے جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کیا ہے، وہ ان کے گمان اور تاویل کے مطابق کلام کی انتہا ہے، ورنہ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت میں ایسی بات نہیں ملتی، جو عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے، جیسے دیہاتی کہتے ہیں: کچھ صدقہ وصول کرنے والوں نے ہم سے زیادتی کی۔ انہوں نے اپنے مطابق صدقہ وصول کرنے کو ظلم کا نام دے دیا۔''

(المُفْهِم لما أَشْكَلَ من تلخيص صحيح مسلم : 4/53)

④ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ .

''عمار کی کیا بات ہے! انہیں باغی گروہ قتل کرے گا، وہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے، جب کہ دوسرا گروہ انہیں آگ کی طرف بلائے گا۔''

(صحيح البخاري : 447، صحيح مسلم : 2915)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

إِنْ قِيلَ : كَانَ قَتْلُهُ بِصِفِّينَ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ وَالَّذِينَ قَتَلُوهُ

مَعَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوزُ عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ فَالْجَوَابُ أَنَّهُمْ كَانُوا ظَانِّينَ أَنَّهُمْ يَدْعُونَ إِلَى الْجَنَّةِ وَهُمْ مُجْتَهِدُونَ لَا لَوْمَ عَلَيْهِمْ فِي اتِّبَاعِ ظُنُونِهِمْ فَالْمُرَادُ بِالدُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلٰى سَبَبِهَا وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ وَكَذَالِكَ كَانَ عَمَّارٌ يَّدْعُوهُمْ إِلٰى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةِ إِذْ ذَاكَ، وَكَانُوا هُمْ يَدْعُونَ إِلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ لٰكِنَّهُمْ مَعْذُورُونَ لِلتَّأْوِيلِ الَّذِي ظَهَرَ لَهُمْ .

”اگر کوئی کہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا قتل جنگ صفین میں ہوا، آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور قتل کرنے والے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے۔ آپ کے ساتھ صحابہ کی جماعت تھی، تو ان کے متعلق یہ کہنا کیسے جائز ہوگا کہ وہ اسے جہنم کی طرف بلائیں گے؟ جواب یہ ہے کہ وہ انہیں اپنے گمان کے مطابق جنت کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ مجتہد ہیں، انہیں اپنے گمان کی اتباع میں ملامت نہیں کی جا سکتی، لہٰذا جنت کی طرف بلانے سے مراد جنت کے سبب کی طرف بلانا ہے، جو کہ امام حق کی اطاعت و فرماں برداری ہے۔ اسی طرح عمار رضی اللہ عنہ انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی طرف بلاتے تھے، جو کہ امام وقت اور واجب الاطاعت تھے، جب کہ معاویہ اور آپ کے ساتھی انہیں دوسری طرف بلاتے تھے، لیکن وہ اپنے اجتہاد میں معذور ہیں، کیوں کہ ان کے پیش نظر کوئی تاویل تھی۔“

(فتح الباري :542/1)

خود نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے اسلام کی شہادت دی۔

زیاد بن الحارث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ إِلٰى جَنْبِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ بِصِفِّينَ، وَرُكْبَتِي تَمَسُّ رُكْبَتَهٗ، فَقَالَ رَجُلٌ : كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ، فَقَالَ عَمَّارٌ : لَا تَقُولُوا ذٰلِكَ نَبِيُّنَا وَنَبِيُّهُمْ وَاحِدٌ، وَقِبْلَتُنَا وَقِبْلَتُهُمْ وَاحِدَةٌ، وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ مَفْتُونُونَ جَارُوا عَنِ الْحَقِّ، فَحَقَّ عَلَيْنَا أَنْ نُقَاتِلَهُمْ حَتّٰى يَرْجِعُوا إِلَيْهِ .

”میں جنگ صفین میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑا تھا، میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے ملا ہوا تھا، تو ایک شخص نے کہا: اہل شام نے کفر کیا، تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات مت کہیں۔ ہمارا اور ان کا نبی ایک ہے، ہمارا اور ان کا قبلہ ایک ہے، مگر یہ لوگ فتنے کا شکار ہو چکے ہیں اور راہِ حق سے ہٹ گئے ہیں، اس لیے ہم پر ضروری ہے کہ ہم ان سے قتال کریں، تا کہ وہ صحیح رستے پر لوٹ آئیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 289/15، وسندهٗ صحيحٌ)

محمد بن عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ دَخَلَ عَمْرُو بْنُ حَزْمٍ عَلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ : قُتِلَ عَمَّارٌ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَزِعًا يُرَجِّعُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ : مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ : قُتِلَ عَمَّارٌ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ : قَدْ قُتِلَ عَمَّارٌ، فَمَاذَا؟ قَالَ عَمْرٌو : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ : دُحِضْتَ فِي بَوْلِكَ، أَوَ نَحْنُ قَتَلْنَاهُ؟ إِنَّمَا قَتَلَهٗ عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهٗ، جَاؤُوا بِهٖ حَتّٰى أَلْقَوْهُ بَيْنَ رِمَاحِنَا ـأَوْ قَالَـ : بَيْنَ سُيُوفِنَا .

’’جب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا، تو سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، عرض کیا: سیدنا عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔‘‘ تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ گھبراتے ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے لگے، یہاں تک کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا : کیا ہوا؟ عرض کیا: عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، تو کیا ہوا؟ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اپنے پیشاب میں پھسلو۔ (یہ محاورہ ہے، یعنی تمہیں سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔) عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت

کے ذمہ دار علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ وہی عمار کو لے کر آئے اور ہمارے نیزوں یا تلواروں کے سامنے ڈال دیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 199/4، وسندهٔ صحيحٌ)

حنظلہ بن خویلد عنبری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ، إِذْ جَاؤَهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي رَأْسِ عَمَّارٍ، يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا : أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو : لِيَطِبْ بِهِ أَحَدُكُمَا نَفْسًا لِصَاحِبِهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ قَالَ مُعَاوِيَةُ : فَمَا بَالُكَ مَعَنَا؟ قَالَ : إِنَّ أَبِي شَكَانِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : أَطِعْ أَبَاكَ مَا دَامَ حَيًّا، وَلَا تَعْصِهِ فَأَنَا مَعَكُمْ وَلَسْتُ أُقَاتِلُ .

''ایک دفعہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ دو آدمی آئے، جو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق باہم جھگڑ رہے تھے۔ ہر ایک کہہ رہا تھا کہ عمار کو میں نے قتل کیا، تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک یہ عمل اپنے دوسرے ساتھی کے لیے پسند کرے (اپنے لیے پسند نہ کرے)، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔'' سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر آپ ہمارے ساتھ کیوں ہیں؟ فرمایا: میرے والد نے میری شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی، تو

آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک زندگی ہے، اپنے والد کی اطاعت کرنا، ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ بس اسی لیے میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں، مگر لڑائی میں شریک نہیں ہوا۔''

(مسند الإمام أحمد : 164/2 ، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

(المعجم المختص باالمحدثين، ص 96)

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں شریک کسی شخص نے شہید کیا، نہ کہ خود سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے، جیسا کہ ان روایات سے ثابت ہے۔

تنبیہ:

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ تَكْتَنِفَهُ الْحُورُ الْعِينُ، فَلْيَتَقَدَّمْ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ مُحْتَسِبًا، فَإِنِّي لَأَرٰى صَفًّا لَيَضْرِبَنَّكُمْ ضَرْبًا يَرْتَابُ مِنْهُ الْمُبْطِلُونَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْ ضَرَبُونَا حَتّٰى يَبْلُغُوا بِنَا سَعَفَاتِ هَجَرَ لَعَرَفْتُ أَنَّا عَلَى الْحَقِّ وَأَنَّهُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ .

''جو پسند کرتا ہے کہ حور عین اسے پہلو میں لے لے، اسے چاہیے کہ وہ نیکی کے ارادے سے جنگ صفین میں پیش پیش رہے، کیونکہ میں ایک صف کو دیکھ رہا ہوں، جو آپ پر ایسا وار کرے گی، جس سے باطل پرست شک میں پڑ جائیں گے، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان

ہے! اگر وہ ہمیں مارتے مارتے ہجر میں موجود کھجور کی ٹہنیوں تک لے
آئیں (دوری سے کنایہ ہے)، تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ ہم حق پر ہیں
اور وہ راہِ حق سے پہلو تہی کیے ہوئے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 288/15)

سند ضعیف ہے۔ ابوسلمہ سعید بن زید اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے درمیان الوضیء نامی راوی کا واسطہ ہے۔ الوضیء کون ہے؟ معلوم نہیں۔ لہٰذا سند معلول ہے۔

مسند احمد (۴/۳۱۹) اور مستدرک حاکم (۳/۳۹۲) وغیرہما والی سند بھی ضعیف ہے۔ عبداللہ بن سلمہ مختلط ہیں، عمرو بن مرہ کا اس سے سماع بعد از اختلاط ہے۔

طبقات ابن سعد (۳/۲۵۸) وغیرہ والی سند جھوٹی ہے۔ اس میں واقدی کذاب اور اس کا استاذ مبہم و نامعلوم ہے۔

مسند بزار (۱۴۱۰) والی سند یحییٰ بن سلمہ بن کہیل متروک کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔

مستدرک حاکم (۳/۳۸۶) والی سند جھوٹی ہے۔ اس میں واقدی کذاب ہے، نیز سند بھی معضل ہے۔

تاریخ طبری (۵/۳۸) والی سند میں ابومخنف لوط بن یحییٰ متروک ہے۔

یہ روایت جمیع سندوں سے ضعیف ہے۔ ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: ۱۳/۸۶) کا اس کی سند کو ''صحیح'' کہنا درست نہیں۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ

عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔'' (صحيح البخاري : 2704)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ بَانَ صِدْقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُصَالَحَةِ الْحَسَنِ مُعَاوِيَةَ .

''سیدنا حسن اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کی مصالحت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔''

(كشف المُشكِل من حديث الصّحيحين : 17/2)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا نَذْكُرُ أَحداً مِّنَ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ، وَّنَتَرَضّٰى عَنْهُم، وَنَقُوْلُ : هُمْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَغَتْ عَلَى الْإِمَامِ عَلِيٍّ، وَذٰلِكَ بِنصِّ قَوْلِ الْمُصْطَفٰى صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لِعَمَّارٍ : تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَنَسَأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَرْضٰى عَنِ الْجَمِيْعِ، وَأَلَّا يَجْعَلَنَا مِمَّنْ فِي قَلْبِهِ غِلٌّ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ، وَلَا نَرْتَابُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِمَّنْ حَارَبَهٗ، وَأَنَّهٗ أَوْلٰى بِالْحَقِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''ہم ہر صحابی کا ذکر خیر کرتے ہیں اور ان سے راضی ہیں اور کہتے ہیں: وہ (شیعان معاویہ) مومنوں کا ہی ایک گروہ ہیں، جس نے امام وقت سیدنا

علی رضی اللہ عنہ پر بغاوت کی۔ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے یہ فرمان ہے: ''آپ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔''

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان سب سے راضی ہو اور ہمیں ان میں سے نہ بنائے، جن کے دل میں مومنوں کے لیے کینہ ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان سے افضل ہیں، جنہوں نے آپ سے لڑائی کی اور آپ حق کے زیادہ قریب تھے۔''(سیر أعلام النّبلاء وطبقات الأصفیاء : 210/8)

باغی گروہ:

باغی دو طرح کا ہوتا ہے۔

① امام حق کے خلاف خروج کرنے والا اور اس کی خلافت کا منکر۔

② اجتہادی خطا کی بنا پر امام حق کے خلاف کسی مسئلہ میں لڑنے والا۔ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، وہ لعنت کا مستحق ہوگا، نہ ظالم یا فاسق، بلکہ مؤول ماجور ہے۔ تبھی تو سیدنا حسن نے سیدنا معاویہ سے صلح کر لی تھی، اگر حقیقی باغی ہوتے، تو ان سے صلح کا کیا مطلب تھا، ان سے تو لڑنا ہوتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾(الحجرات : ۹)

''مومنوں کے دو گروہ باہم جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ

دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔ جب مائل ہو جائے، تو عدل کے ساتھ ان کی صلح کرادیں اور انصاف کریں، کیوں کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔''

قرآن نے بغاوت کے باوجود دونوں گروہوں کو مومن کہا ہے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔'' (صحيح البخاري : 2704)

تابعی کبیر (مخضرم) نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا فِي الْخِلَافَةِ أَوْ أَنْتَ مِثْلُهٗ قَالَ : لَا، وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهٗ أَفْضَلُ مِنِّي وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُومًا وَّأَنَا ابْنُ عَمِّهٖ وَوَلِيُّهٗ أَطْلُبُ بِدَمِهٖ فَأْتُوا عَلِيًّا فَقُولُوا لَهٗ : يَدْفَعُ لَنَا قَتَلَةَ عُثْمَانَ، فَأَتَوْهُ فَكَلَّمُوهُ فَقَالَ : يَدْخُلُ فِي الْبَيْعَةِ وَيُحَاكِمُهُمْ إِلَيَّ فَامْتَنَعَ مُعَاوِيَةُ فَسَارَ عَلِيٌّ فِي الْجُيُوشِ مِنَ الْعِرَاقِ حَتّٰى نَزَلَ بِصِفِّينَ وَسَارَ

مُعَاوِيَةُ حَتّٰى نَزَلَ هُنَاكَ وَذٰلِكَ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ سِتٍّ وَّثَلَاثِينَ فَتَرَاسَلُوا فَلَمْ يَتِمَّ لَهُمْ أَمْرٌ فَوَقَعَ الْقِتَالُ .

''آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننا چاہتے ہیں یا خود کو ان کے برابر خیال کرتے ہیں؟ فرمایا: نہیں نہیں، میں جانتا ہوں کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے کہیں افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ مستحق ہیں، لیکن آپ نہیں جانتے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کتنی بے دردی سے شہید کر دیئے گئے؟ میں ان کا چچا زاد اور ولی ہونے کے ناطے قصاص کا مطالبہ کرتا ہوں، آپ علی رضی اللہ عنہ سے کہیں کہ قاتلین عثمان ہمارے حوالے کر دیں، میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بات کی، آپ نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ بیعت کر لیں اور مقدمہ دائر کروائیں، لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ عراق سے لشکر کی کمان کرتے ہوئے صفین پہنچے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے، یہ ذو الحجہ سن ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ آپس میں خط و کتابت جاری رہی، لیکن کوئی معاملہ طے نہ پایا۔ بالآخر جنگ شروع ہو گئی۔''

(فتح الباري لابن حجر: 86/13، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلَاهُمْ بِالْخِلَافَةِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوقُ ثُمَّ عُثْمَانُ

ذُو النُّورَيْنِ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَحْمَةُ اللّٰهُ وَرِضْوَانُهٗ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ، قَالَ: وَكُلُّ مَنْ نَازَعَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي إِمَارَتِهٖ فَهُوَ بَاغٍ، عَلٰى هٰذَا عَهِدْتُ مَشَايِخَنَا وَبِهٖ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ يَعْنِي الشَّافِعِيَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

''رسول اللہ ﷺ کے بعد افضل ترین اور سب سے زیادہ خلافت کے لائق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا عثمان بن عفان ذو النورین رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، ان سب پر اللہ کی رحمت اور رضوان ہو۔ جس نے امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب سے ان کے عہد خلافت میں جھگڑا کیا، وہ باغی ہے۔ ہمارے مشائخ یہی کہتے تھے اور امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔''

(الاعتقاد للبيهقي، ص 375، وسندهٗ صحيحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْرُجْ مَنْ خَرَجَ عَلَيْهِ بِبَغْيِهِ، عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر جس نے خروج کیا، وہ اسلام کا باغی نہیں، بلکہ اس بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ دو

بڑی جماعتیں آپس میں جھگڑ پڑیں، ان میں بہت بڑا معرکہ ہوگا، دونوں کا دعویٰ (عقیدہ) ایک جیسا ہوگا۔''

(الاعتقاد، ص 375)

نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا خُرُوجُ مَنْ خَرَجَ عَلٰى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَ أَهْلِ الشَّامِ فِي طَلَبِ دَمِ عُثْمَانَ ثُمَّ مُنَازَعَتُهُ إِيَّاهُ فِي الْإِمَارَةِ فَإِنَّهُ غَيْرُ مُصِيبٍ فِيمَا فَعَلَ .

''جنہوں نے اہل شام کے ساتھ مل کر قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کے لیے امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا، پھر ان کے عہد خلافت میں ان سے جھگڑا کیا، وہ اپنے اس فعل میں درستی پر نہ تھے۔''

(الاعتقاد، ص 374)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِىءُ إِذَا قَاتَلَ عَلٰى مَا يَرٰى أَنَّهُ الْحَقُّ قَاصِدًا إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى نِيَّتَهُ غَيْرَ عَالِمٍ بِأَنَّهُ مُخْطِىءٌ فَهُوَ بَاغِيَةٌ وَإِنْ كَانَ مَأْجُورٌ أَوْ لَا حَدَّ عَلَيْهِ إِذَا تَرَكَ الْقَاتِلَ وَلَا قَوَدَ وَأَمَّا إِذَا قَاتَلَ وَهُوَ يَدْرِي أَنَّهُ مُخْطِىءٌ فَهٰذَا الْمُحَارِبُ تَلْزَمُهُ الْمُحَارَبَةُ وَالْقَوَدُ وَهٰذَا يُفَسَّقُ وَيَخْرُجُ لَا الْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِىءُ وَبَيَان ذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ : ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾، فَهٰذَا نَصُّ قَوْلِنَا دُونَ تَكَلُّفِ تَأْوِيلٍ وَّلَا زَوَالٍ عَنْ مُّوجِبِ ظَاهِرِ الْآيَةِ وَقَدْ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُؤْمِنِينَ بَاغِينَ بَعْضُهُمْ إِخْوَةُ بَعْضٍ فِي حِيْنَ تُقَاتِلُهُمْ وَأَهْلُ الْعَدْلِ الْمَبْغِي عَلَيْهِمْ وَالْمَأْمُورِينَ بِالْإِصْلَاحِ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُمْ وَلَمْ يَصِفْهُمْ عَزَّ وَجَلَّ بِفِسْقٍ مِّنْ أَجْلِ ذٰلِكَ التَّقَاتُلِ وَلَا يَنْقُصُ إِيمَانٌ وَّإِنَّمَا هُمْ مُخْطِئُونَ بَاغُونَ وَلَا يُرِيدُ وَاحِدًا مِّنْهُمْ قَتْلَ آخَرَ .

''مجتہد خطا کار جب لڑے اور وہ خود کو حق پر سمجھتا ہو، اپنی نیت اللہ کے سپرد کرتا ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ خطا کار ہے، بس یہی چیز اسے لڑنے پر آمادہ کرتی ہے، گو وہ ماجور اور قصاص سے مامون ہو گا، نیز اس پر دیت نہیں ہو گی، اگر قتال چھوڑ دے۔ اگر اپنی غلطی جانتے ہوئے قتال کرے، تو ایسا شخص حربی ہو گا اور اسے قتال اور قصاص لازم آئے گا۔ ایسا شخص فاسق و فاجر ہے، مجتہد و خطا کار نہیں ہے۔ اس کی وضاحت فرمان باری تعالیٰ سے ہوتی ہے: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي

تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾(الحجرات : ۹)''مومنوں کے دو گروہ جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔'' پھر فرمایا: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ، فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ ''بلا شبہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، ان میں صلح صفائی کروا دیا کریں۔'' یہ بغیر کسی تاویل کے ہمارے موقف پر دلیل ہے اور اسے ظاہری معنی سے پھیرنے والا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں۔ اللہ نے حالت قتال میں انہیں مومن باغی کہا ہے اور ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے بھائی بھی قرار دیا ہے۔ نیز ان باغیوں کو عادل اور صالح کہا ہے۔ اللہ نے انہیں آپس کی اس لڑائی کی بنا پر فاسق و فاجر نہیں کہا اور نہ ہی ان کے ایمان میں کمی واقع ہوئی۔ یہ تو خطا کار ہیں، جو بغاوت پر اتر آئے، ان میں کسی کا بھی دوسرے کو قتل کرنے کا قطعاً ارادہ نہ تھا۔''

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 4/125)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَا إِذَا كَانَ الْبَاغِي مُجْتَهِدًا وَّمُتَأَوِّلًا، وَّلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهٗ أَنَّهٗ بَاغٍ، بَلِ اعْتَقَدَ أَنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُخْطِئًا فِي اعْتِقَادِهٖ : لَمْ تَكُنْ تَسْمِيَتُهٗ «بَاغِيًا» مُوجِبَةً لِّإِثْمِهٖ، فَضْلًا عَنْ أَنْ تُوجِبَ فِسْقَهٗ، وَالَّذِينَ يَقُولُونَ بِقِتَالِ الْبُغَاةِ الْمُتَأَوِّلِينَ؛ يَقُولُونَ :

مَعَ الْأَمْرِ بِقِتَالِهِمْ قِتَالُنَا لَهُمْ لِدَفْعِ ضَرَرِ بَغْيِهِمْ؛ لَا عُقُوبَةً لَّهُمْ؛ بَلْ لِلْمَنْعِ مِنَ الْعُدْوَانِ، وَيَقُولُونَ : إِنَّهُمْ بَاقُونَ عَلَى الْعَدَالَةِ؛ لَا يُفَسَّقُونَ، وَيَقُولُونَ : هُمْ كَغَيْرِ الْمُكَلَّفِ، كَمَا يُمْنَعُ الصَّبِيُّ وَالْمَجْنُونُ وَالنَّاسِي وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ وَالنَّائِمُ مِنَ الْعُدْوَانِ أَنْ لَّا يَصْدُرَ مِنْهُمْ؛ بَلْ تُمْنَعُ الْبَهَائِمُ مِنَ الْعُدْوَانِ، وَيَجِبُ علٰى مَنْ قُتِلَ مُؤْمِنًا خَطَأً الدِّيَةُ بِنَصِّ الْقُرْآنِ مَعَ أَنَّهٗ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِك .

''باغی جب مجتہد اور متاول ہو، اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ غلطی کر رہا ہے، بلکہ خود کو حق پر سمجھے، نیز یہ غلطی اعتقادی ہی کیوں نہ ہو، اسے باغی نام دینے سے اس کا گناہ گار ہونا لازم نہیں آتا، چہ جائیکہ اسے فاسق کہا جائے۔ جن حضرات نے باغی متاولین سے قتال کا کہا ہے، انہوں نے قتال کا حکم دینے کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ ہمارا ان سے قتال ان کے بغاوت کے نقصان کو دور کرنے کے لیے ہے، نہ کہ بہ طور سزا، بلکہ دشمن سے دفاع کرتے ہوئے اور بس۔ محدثین کہتے ہیں کہ ان کی عدالت باقی ہے، انہیں فاسق نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ یہ غیر مکلّف کی طرح ہے، جیسے بچے، پاگل دیوانے، بھلکڑ، بے ہوش اور سوئے ہوئے کو سرکشی سے روکا جاتا ہے، بلکہ جانوروں کو بھی سرکشی سے روکا جاتا ہے۔ نیز قرآنی نص کے مطابق کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دینے والے پر دیت لازم ہوتی

ہے، لیکن اس کے باوجود اس پر گناہ نہیں۔“ (مجموع الفتاویٰ : 7635)

نیز لکھتے ہیں:

الْبَاغِي قَدْ يَكُونُ مُتَأَوِّلًا مُّعْتَقِدًا أَنَّهُ عَلٰى حَقٍّ، وَّقَدْ يَكُونُ مُتَعَمِّدًا يَّعْلَمُ أَنَّهُ بَاغٍ، وَقَدْ يَكُونُ بَغْيُهُ مُرَكَّبًا مِّنْ شُبْهَةٍ وَّشَهْوَةٍ، وَّهُوَ الْغَالِبُ.

وَعَلٰى كُلِّ تَقْدِيرٍ فَهٰذَا لَا يَقْدَحُ فِيمَا عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ، فَإِنَّهُمْ لَا يُنَزِّهُونَ مُعَاوِيَةَ وَلَا مَنْ هُوَ أَفْضَلُ مِنْهُ مِنَ الذُّنُوبِ، فَضْلًا عَنْ تَنْزِيهِهِمْ عَنِ الْخَطَأِ فِي الْاِجْتِهَادِ، بَلْ يَقُولُونَ : إِنَّ الذُّنُوبَ لَهَا أَسْبَابٌ تَدْفَعُ عُقُوبَتَهَا مِنَ التَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ، وَالْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ، وَالْمَصَائِبِ الْمُكَفِّرَةِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ.

”باغی کبھی تاویل کرتا ہے اور خود کو حق پر سمجھتا ہے اور کبھی دیدہ دانستہ ایسا کرتا ہے اور بخوبی جانتا ہے کہ وہ بغاوت کر رہا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کی بغاوت شبہ اور شہوت کا مجموعہ ہوتی ہے۔ جیسا بھی سمجھ لیا جائے، اس سے اہل سنت کے مؤقف پر آنچ نہیں آتی، کیوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں یا ان سے بھی افضل صحابی، اہل سنت کسی کو گناہوں سے منزہ نہیں سمجھتے، چہ جائیکہ اجتہادی خطا سے منزہ سمجھتے ہوں، بلکہ اہل سنت تو کہتے ہیں: ان گناہوں سے توبہ، استغفار، گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیاں اور گناہوں کو معاف کر دینے والی مصیبتیں وغیرہ ایسے اسباب موجود ہیں، جو ان کی سزا

کوختم کردیتے ہیں۔‘‘(منهاج السّنة : 385/4)

نیز فرماتے ہیں:

اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّهٗ لَا تَفْسُقُ وَاحِدَةٌ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ، وَإِنْ قَالُوا فِي إِحْدَاهُمَا : إِنَّهُمْ كَانُوا بُغَاةً؛ لِّأَنَّهُمْ كَانُوا مُتَأَوِّلِينَ مُجْتَهِدِينَ، وَالْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِيءُ لَا يُكَفَّرُ وَلَا يُفَسَّقُ، وَإِنْ تَعَمَّدَ الْبَغْيَ فَهُوَ ذَنْبٌ مِّنَ الذُّنُوبِ، وَالذُّنُوبُ يُرْفَعُ عِقَابُهَا بِأَسْبَابٍ مُّتَعَدِّدَةٍ : كَالتَّوْبَةِ، وَالْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ، وَالْمَصَائِبِ الْمُكَفِّرَةِ، وَشَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدُعَاءِ الْمُؤْمِنِينَ وَغَيْرِ ذٰلِكَ .

’’اہل سنت کا اتفاق ہے کہ کسی گروہ کو فاسق نہیں کہہ سکتے، گو ایک کو باغی کہہ سکتے ہیں، کیوں کہ ان کے مؤقف میں تاویل واجتہاد کی گنجائش ہے، مجتہد خطا کار کو نہ کافر کہا جا سکتا ہے، نہ فاسق۔ اگر بغاوت جان بوجھ کر ہو، تو یہ گناہ ہے، جن کے اثرات مختلف اسباب سے زائل ہو جائیں گے، مثلاً توبہ، گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیاں، گناہوں کا کفارہ بننے والی مصائب، نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور مومنین کی دعائیں وغیرہ۔‘‘

(منهاج السّنة النّبوية في نقض كلام الشّيعة والقدريّة : 394/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ كَانَ عَلِيٌّ أَحَقَّ بِالْأَمْرِ مِنْ مُّعَاوِيَةَ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ تَسْمِيَةِ

أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ بُغَاةً تَكْفِيرُهُمْ كَمَا يُحَاوِلُهُ جَهَلَةُ الْفِرْقَةِ الضَّالَّةِ مِنَ الشِّيعَةِ وَغَيْرِهِمْ لِأَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا بُغَاةً فِي نَفْسِ الْأَمْرِ فَإِنَّهُمْ كَانُوا مُجْتَهِدِينَ فِيمَا تَعَاطَوْهُ مِنَ الْقِتَالِ وَلَيْسَ كُلُّ مُجْتَهِدٍ مُّصِيبًا بَلِ الْمُصِيبُ لَهُ أَجْرَانِ وَالْمُخْطِیءُ لَهُ أَجْرٌ.

''معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔ اصحاب معاویہ پر باغی کا لفظ بولنے سے ان کا کافر ہونا لازم نہیں آتا، جیسا کہ بعض گمراہ، جاہل شیعہ وغیرہ نے کہا ہے، کیوں کہ اگر چہ وہ باغی تھے، لیکن اپنی لڑائی میں مجتہد تھے۔ ہر مجتہد درست نہیں ہوتا، بلکہ درست کو دوہرا اور غلطی کرنے والے کو اکہرا اجر ملتا ہے۔'' (البداية والنّهاية : 218/3)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

صَحَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عَلٰى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ تَقْتُلُهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ، وَفِي لَفْظٍ : أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ، فَبِهٰذَا الْحَدِيثِ ثَبَتَ أَنَّ عَلِيًّا وَأَصْحَابَهُ كَانُوا أَقْرَبَ إِلَى الْحَقِّ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَأَصْحَابِهِ وَأَنَّ تِلْكَ الْمَارِقَةَ مَرَقَتْ مِنَ الْإِسْلَامِ لَيْسَ حُكْمُهَا حُكْمَ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، كَمَا أُمِرَ

بِقِتَالِ هٰذِهٖ، بَلْ قَدْ ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ أَنَّهٗ قَالَ لِلْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَسَيُصْلِحُ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَمَدَحَ الْحَسَنَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا أَصْلَحَ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ الطَّائِفَتَيْنِ حِيْنَ تَرَكَ الْقِتَالَ، وَقَدْ بُوْيِعَ، وَاخْتَارَ الْإِصْلَاحَ وَحَقَنَ الدِّمَاءَ، مَعَ نُزُولِهٖ عَنِ الْأَمْرِ، فَلَوْ كَانَ الْقِتَالُ مَأْمُورًا بِهٖ لَمْ يُمْدَحِ الْحَسَنُ وَيُثْنٰى عَلَيْهِ بِتَرْكِ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ، وَفِعْلِ مَا نَهٰى عَنْهُ.

''صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے اختلاف کے وقت ایک گروہ نکلے گا، جس سے وہ جماعت قتال کرے گی، جوحق کے زیادہ قریب ہوگی۔'' اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں سے زیادہ حق کے قریب تھے اور یہ خارجی جماعت اسلام سے نکل چکی تھی، ان کا حکم ''احدی الطائفتین'' (حق کے دو گروہوں میں سے ایک) والا نہیں تھا۔ اسی طرح ان خارجیوں کے ساتھ قتال کا حکم بھی دیا گیا تھا۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے، عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے مابین صلح کرائے گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ کی مدح وتعریف فرمائی کہ جب وہ قتال ترک کر دیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان

کے ذریعہ دو جماعتوں کے مابین صلح کرا دے گا، جبکہ اس وقت ان کی بیعت بھی ہو چکی تھی، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبردار ہو کر (امت کی) اصلاح کو پسند فرمایا اور خون خرابہ سے بچا لیا۔ اگر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو قتال کا حکم دیا گیا ہوتا، تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی اللہ کے حکم کو ترک کرنے پر اور ایک ممنوع کام کرنے پر مدح وستائش نہ کی جاتی۔''

(التّنبیه علی مشکلات الهدایة : 299/4)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يُنْكِرْ مُعَاوِيَةُ قَطُّ فَضْلَ عَلِيٍّ وَّاسْتِحْقَاقَهُ الْخِلَافَةَ لٰكِنِ اجْتِهَادُهٗ أَدَّاهُ إِلٰى أَنْ رَّأٰى تَقْدِيمَ أَخْذِ الْقَوَدِ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْبَيْعَةِ وَرَأٰى نَفْسَهٗ أَحَقَّ بِطَلَبِ دَمِ عُثْمَانَ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کے خلیفہ برحق ہونے کا انکار نہیں کیا، لیکن آپ نے اجتہاداً یہ سمجھا کہ قاتلین عثمان کا قصاص لینا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے مقدم ہے، نیز آپ خود کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کا زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔''

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 124/4)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے جنگ اجتہادی خطا کی بنا پر تھی۔ آپ کا خیال تھا کہ ہماری سیدنا عثمان سے قریبی رشتہ داری ہے، لہٰذا ہم ہی قصاص عثمان کے زیادہ حق دار ہیں، لیکن معاملہ طے پانے کے بجائے قتال کی شکل

اختیار کر گیا۔ اس سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مابین لڑائی کا سبب بھی قصاص عثمان ہی تھا۔ اس وقت بھی معاملہ الجھا اور لڑائی کی صورت اختیار کر گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ بعینہٖ ایک جیسا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے معذرت کر لی تھی، آپ روئیں، دوپٹہ تر ہو گیا، تو یہ بات صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

بِهٰذَا قَطَعْنَا عَلٰى صَوَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَصِحَّةِ أَمَامَتِهٖ وَأَنَّهٗ صَاحِبُ الْحِقِّ وَإِنَّ لَهٗ أَجْرَيْنِ أَجْرَ الْاِجْتِهَادِ وَأَجْرَ الْإِصَابَةِ وَقَطَعْنَا أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ مَعَهٗ مُخْطِئُونَ مُجْتَهِدُونَ مَأْجُورُونَ أَجْرًا وَّاحِدًا .

''اس بنا پر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ درستی پر تھے، آپ کی امامت حق تھی، حق پر تھے اور انہیں دوہرا اجر تھا، ایک اجتہاد کا اجر اور دوسرا درستی کا اجر۔ نیز ہم بانگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ہم نوا خطا پر تھے اور مجتہد تھے، انہیں ایک اجر ملا۔''

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 4/125)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ إِذْ قَدْ وَقَعَ الْأَمْرُ طَبْقَ مَا أَخْبَرَ بِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَفِيهِ الْحُكْمُ بِإِسْلَامِ الطَّائِفَتَيْنِ

أَهْلِ الشَّامِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ، لَا كَمَا يَزْعَمُهُ فِرْقَةُ الرَّافِضَةِ وَالْجَهَلَةِ الطَّغَامِ، مِنْ تَكْفِيرِهِمْ أَهْلَ الشَّامِ، وَفِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ عَلِيٍّ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ، وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ عَلِيًّا هُوَ الْمُصِيبُ وَإِنْ كَانَ مُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدًا، وَّهُوَ مَأْجُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَلٰكِنْ عَلِيٌّ هُوَ الْإِمَامُ فَلَهُ أَجْرَانِ .

''یہ حدیث نبوت کے دلائل میں سے ہے، کیوں کہ واقعہ ایسے ہی ہوا، جیسے آپ ﷺ نے خبر دی۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ اہل شام اور اہل عراق دونوں گروہوں کو مسلمان کہا جائے، نہ کہ جیسے رافضی اور بے عقل جہلا اہل شام کی تکفیر کرتے ہیں، نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی حق کے زیادہ قریب ہیں۔ اہل سنت کا مذہب بھی یہی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مصیب تھے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے، جو کہ ان شاء اللہ ماجور ہیں، لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے، لہٰذا آپ کے لیے دوہرا اجر ہے۔''

(البداية والنّهاية :279/7)

سوال یہ ہے کہ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صریح غلطی پر تھے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حمایت سے پیچھے کیوں رہی؟ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ واقعتاً برسر بغاوت تھے، تو صحابہ نے ان کے ساتھ قتال کیوں نہ کیا؟ حالاں کہ قرآنی حکم کے مطابق باغی سے قتال ہے؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا ثابت نہیں۔ نہ ہی آپ نے کسی کو ایسا کرنے کا کہا۔ ایک روایت سے استدلال کیا جاتا ہے، لیکن اس میں تنقید اور مخالفت کرنا مراد ہے، نہ کہ گالی گلوچ اور لعن طعن۔ روایت یہ ہے۔

عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں:

أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُّوسٰى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَالَ: فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾(آل عمران: ٦١) دَعَا

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ : اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو (سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کرنے کا) کہا (مگر آپ رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، تو) معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ ابوتراب (علی) رضی اللہ عنہ پر تنقید کیوں نہیں کرتے؟ کہنے لگے: میں تو اس لیے نہیں کرتا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین فرامین گرامی یاد ہیں، جو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمائے تھے، ہر فرمان مجھے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ میں نے خود سنا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کسی غزوہ میں پیچھے چھوڑ دیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا میرے ہاں وہی مقام ہو، جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا؟ البتہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر والے دن فرماتے سنا: کل میں جنگ کا جھنڈا اس کے حوالے کروں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہو۔ ہم اس کی طمع کرنے لگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کو میرے پاس لائیں، انہیں لایا گیا، آپ آشوبِ چشم کا شکار ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دھن لگایا اور

جھنڈا تھما دیا۔ اللہ نے آپ کے ہاتھوں فتح بھی عطا فرمائی اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾ (آل عمران : ٦١) ''فرما دیجیے، آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں، تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ......'' رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔'' (صحیح مسلم : 2404)

«سَب» کی تعریف:

شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ الْكَلَامُ الَّذِي يُقْصَدُ بِهِ الْإِنْتِقَاصُ وَالْإِسْتِخْفَافُ وَهُوَ مَا يُفْهَمُ مِنَ السَّبِّ بِعُقُولِ النَّاسِ عَلَى اخْتِلَافِ اعْتِقَادَاتِهِمْ، كَاللَّعْنِ وَالتَّقْبِيحِ، وَنَحْوِهِمَا .

''«سَب» سے مراد ایسا کلام ہے، جس سے کسی کی شان میں (ادنی) تنقیص واستخفاف مقصود ہو۔ اس کا مفہوم لوگوں کے اعتقادات کے لحاظ سے مختلف ہوگا، مثلاً کسی کو لعین یا قبیح وغیرہ قرار دینا۔''

(الصّارم المسلول علی شاتم الرّسول ص 561)

واضح رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو قبیح گالیاں نہیں دیتے تھے۔ جن صحابہ سے ''سب'' کا لفظ آیا ہے، اس سے اجتہاد میں خطا کار قرار دینا، ان کی رائے سے اختلاف رکھنا یا ان پر تنقید کرنا مراد ہے۔

سب وشتم کا ہر جگہ ایک معنی نہیں ہوتا، کسی کو برا بھلا کہنا بھی «سَب» ہے، مثلاً:

① عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ . ''آئیں اور کفار مکہ کو برا بھلا کہنے لگیں۔''

(صحيح البخاري : 520، صحيح مسلم : ١٧٩٤)

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ . ''آئیں اور انہیں برا بھلا کہنے لگیں۔''

② سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ، فَسَبَّهٗ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِي، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَّا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهٗ .

''سیدنا خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان تنازع ہوا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو نامناسب جملہ کہہ دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے کسی صحابی پر طعن وتشنیع مت کریں، آپ احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کریں اور وہ مٹھی بھر جو خرچ کریں، اجر ان کا زیادہ ہوگا۔''(صحيح البخاري : ٣٦٧٣ و صحيح مسلم : ٢٥٤١ واللّفظ لهٗ)

③ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلٰى أُمِّ السَّائِبِ

أَوْ أُمِّ الْمُسَيِّبِ فَقَالَ : مَا لَكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيِّبِ تُزَفْزِفِينَ؟ قَالَتِ : الْحُمّٰى ، لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا، فَقَال : لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى ، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ .

''نبی کریم ﷺ ام سائب یا ام مسیّب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ام سائب یا ام مسیّب! کانپ کیوں رہی ہیں؟ کہنے لگی: بخار ہے، اللہ اسے غارت کرے۔ فرمایا: بخار کو برا نہ کہیے، یہ تو انسان کے گناہوں کو یوں ختم کر دیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔''

(صحیح مسلم : 2575)

اگر کوئی کہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کرتے تھے، تو عرض ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین جنگیں تک ہو گئیں اور یہ گناہ معاف ہو گیا، تو ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا تو کم تر گناہ ہے، یہ تو بالا ولیٰ معاف ہیں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کا نہیں کہا، بلکہ ان پر تنقید کرنے کا کہا، مگر جب انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت بیان کی، تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

مشاجرات صحابہ یعنی جنگیں ہوں یا باہمی اختلاف یا پھر ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا ہو، تو اہل سنت والجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ صحابہ کے بارے میں زبان بندی کی جائے اور ان سب سے محبت کرتے ہوئے ترحم اور استغفار کی جائے۔

یہ احادیث محدثین کی ہیں، وہ ان کے مفاہیم ومطالب سے بخوبی آشنا تھے۔اس کے باوجود وہ مشاجرات صحابہ میں زبان بندی کا کہتے ہیں۔کسی کی طرف داری کرتے ہیں، نہ کسی سے عداوت رکھتے ہیں، بلکہ تمام صحابہ کرام کے فضائل ومناقب کے قائل ہیں، ان کے حقوق کی رعایت کرتے ہیں اور دشمنانِ صحابہ کے لیے ننگی تلوار ہیں۔

تنبیہات:

عبداللہ بن ظالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

اسْتَقْبَلْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ : أُمَرَاؤُنَا يَأْمُرُونَنَا أَنْ نَلْعَنَ إِخْوَانَنَا، وَإِنَّا لَا نَلْعَنُهُمْ وَلٰكِنْ نَقُولُ : عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : سَتَكُونُ بَعْدِي فِتَنٌ يَكُونُ فِيهَا وَيَكُونُ، فَقَالَ رَجُلٌ : لَئِنْ أَدْرَكْنَاهَا لَنَهْلِكَنَّ قَالَ : بِحَسْبِكُمُ الْقَتْلُ قَالَ : ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ : إِنِّي أَحْبَبْتُ عَلِيًّا لَمْ أُحِبَّهُ شَيْئًا قَطُّ قَالَ : أَحْبَبْتَ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَسَعْدٌ، وَلَوْ شِئْتُ عَدَدْتُ الْعَاشِرَ يَعْنِي نَفْسَهُ فَقَالَ : اثْبُتْ حِرَاءُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ

شَهِيدٌ .

’’میں سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، فرمایا: امرا حکم دیتے ہیں کہ ہم اپنے بھائیوں پر لعنت کریں، ہم ان پر لعنت نہیں کریں گے، اللہ انہیں معاف کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: میرے بعد فتنے ہوں گے، ان میں یوں یوں ہوگا؟ ایک آدمی کہنے لگا: ہم ان فتنوں میں اگر ہوئے، تو ہلاک ہو جائیں گے، فرمایا: نہیں، آپ کا راہ حق میں مقتول ہو جانا ہلاکت سے کافی ہوگا۔ پھر ایک اور آدمی آیا، کہنے لگا: مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اتنی محبت ہے کہ ایسی محبت میں نے کبھی کسی سے نہیں کی، فرمایا: آپ ایک جنتی سے محبت کے سزاوار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ابوبکر، عمر، عثمان وعلی وطلحہ وزبیر وعبد الرحمٰن بن عوف وسعد جنتی ہیں۔ (سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) اگر چاہوں، تو دسویں کا نام بتا سکتا ہوں، مراد خود سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حراء رک جایئے! آپ پر نبی، صدیق یا شہید موجود ہیں۔‘‘

(مسند الإمام أحمد :187/1، السنّة لابن أبي عاصم : 1425، زوائد فضائل الصّحابة لعبد اللّٰه بن أحمد : 84،254، فضائل الصّحابة للنّسائي : 102، مسند الشّاشي : 214، المستدرك للحاكم : 3/316-317)

سند سخت ضعیف ہے۔ فلان بن حیان مجہول ہے۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْكُوفَةَ أَقَامَ مُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ خُطَبَاءَ

يَتَنَاوَلُونَ عَلِيًّا فَأَخَذَ بِيَدِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ : أَلَا تَرٰى هٰذَا الظَّالِمَ الَّذِي يَأْمُرُ بِلَعْنِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ قُلْتُ : مَنِ التِّسْعَةُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَهُوَ عَلٰى حِرَاءٍ : اثْبُتْ إِنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ قَالَ : وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قَالَ : رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قُلْتُ : مَنِ الْعَاشِرُ قَالَ : أَنَا .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے، تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ خطبا سے کہنے لگے: آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہئے! (راوی عبداللہ بن ظالم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ) سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اس ظالم کو دیکھئے، ایک جنتی پہ لعنت کا حکم دے رہا ہے۔ میں ان نو کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں، چاہوں، تو دسویں کی بھی گواہی دے سکتا ہوں، عرض کیا: وہ نو کون ہیں؟ کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء پر تھے، آپ نے غار حراء سے فرمایا: رک جایئے! آپ پر نبی، صدیق اور شہید ہیں۔ پوچھا: وہ نو کون ہیں؟ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحہ وزبیر وسعد

وعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم، عرض کیا: دسواں؟ فرمایا: میں ہوں۔''

(مسند الإمام أحمد :1/187، زوائد فضائل الصّحابة لعبد اللّٰه بن أحمد : 84،254، فضائل الصّحابة للنّسائي : 104، مسند الشّاشی : 214، المستدرك للحاكم : 3/316-317)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ہلال بن یساف کا عبداللہ بن ظالم سے سماع نہیں ہے، دونوں میں ابن حیان کا واسطہ ہے۔

② ابن حیان مجہول ہے۔

عبداللہ بن فائد اور سحیم بن حفص کہتے ہیں:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ : أَظْهَرَ شَتْمَ عَلِيٍّ وَتَنَقُّصَهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ : مَا أُحِبُّ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ كُلَّمَا عَتَبْتَ تَنَقَّصْتَ، وَكُلَّمَا غَضِبْتَ ضَرَبْتَ، لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذَالِكَ حَاجِزٌ مِّنْ حِلْمِكَ وَلا تَجَاوُزٌ بِعَفْوِكَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم اور تنقیص کا اظہار کیا، سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جوابا خط لکھا: امیر المومنین! مجھے پسند نہیں، آپ جب جرح کرتے ہیں، تو شان میں تنقیص کرتے ہیں اور جب غصے ہوتے ہیں، تو مارتے ہیں۔ اس سب میں آپ کا حلم یا درگزری حائل نہیں ہوتی۔''

(أنساب الأشراف للبلازري : 5/23)

روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔

① عبداللہ بن فائد مجہول ہے۔

② سحیم بن حفص بھی مجہول ہے۔

③ انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

④ انساب الاشراف بے سند کتاب ہے۔

⑤ صاحب کتاب علامہ بلاذری کی معتبر توثیق نہیں ملی۔

مولانا مودودی صاحب کی خطا:

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے لکھا ہے:

''ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں برسر ممبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتیٰ کہ مسجد نبوی میں ممبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ (الطبری، جلد۴، ص۱۸۸، ابن الاثیر، ج ۳، ص۲۳۴، ج ۴، ص۱۵۴، البدایہ، ج ۸، ص ۲۵۹، ج ۹، ص ۸۰) کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا، تو دین واخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔''

(خلافت وملوکیت، ص174)

قارئین کرام! طبری کے محولہ صفحہ پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ مودودی صاحب تو فوت ہو گئے، اب ان احباب سے اس کا حوالہ درکار ہے، جو ان کی جراٗتوں کو سند جواز فراہم کرتے رہتے ہیں۔

جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے، تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ ایک صحابی پر بہتان ہے، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔

مزید لکھتے ہیں:

''حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آ کر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبہ جمعہ میں سَبِّ علی کی جگہ یہ پڑھنی شروع کر دی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۹۰)'' (خلافت وملوکیت، ص174)

سوال یہ ہے کہ وہ کون سی غلط روایات تھیں، جنہیں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بدلا۔ کیا تحقیق اسی کا نام ہے کہ جھوٹے قصوں سے استدلال کیا جائے؟ ائمہ اہل سنت کے منہج سے انحراف، محدثین سے خود کو بے نیاز سمجھنا اور اصحاب پاک مصطفیٰ کے بارے میں بدعقیدگی کا درس پڑھانا ہی اگر تحقیق ہے، تو معاف کیجئے گا حضور! ہمارا ایمان اس تحقیق پر مطمئن نہیں۔

یوم حساب حق ہے، ہم اپنے نامہ اعمال میں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص نہیں

لکھوانا چاہتے، ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے نامہ اعمال میں لکھا ہو کہ یہ بندہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو منافق اور فاسق کہتا تھا۔نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ!

فائدہ:

❀ عامر بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا سَعْدٌ يَّمْشِي إِذْ مَرَّ بِرَجُلٍ وَّهُوَ يَشْتِمُ عَلِيًّا، وَّطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرَ، فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ : إِنَّكَ لَتَسُبُّ قَوْمًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا سَبَقَ، وَاللّٰهِ لَتَكُفَّنَّ عَنْ سَبِّهِمِ أَوْ لَـأَدْعُوَنَّ اللّٰهَ عَلَيْكَ، قَالَ : يُخَوِّفُنِي كَأَنَّهٗ نَبِيٌّ، قَالَ : فَقَالَ سَعْدٌ : أَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ يَسُبُّ أَقْوَامًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنْكَ مَا سَبَقَ، فَاجْعَلْهُ الْيَوْمَ نَكَالًا، قَالَ : فَجَاءَ تْ بُخْتِيَّةٌ فَأَفْرَجَ النَّاسُ فَتَخَبَّطَتْهُ، قَالَ : رَأَيْتُ النَّاسَ يَتَّبِعُونَ سَعْدًا، وَّيَقُولُونَ : اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَكَ أَبَا إِسْحَاقَ .

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے کہ ایک آدمی کے پاس سے گزر ہوا، جو سیدنا علی، سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کر رہا تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ایسی ہستیوں کو سب وشتم کر رہے ہیں، جن کے فضائل اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں؟ اللہ کی قسم! اس سے باز آجاؤ، ورنہ میں آپ پر بددعا کر دوں گا۔ وہ آدمی کہنے لگا: (دیکھو!) یہ مجھے ایسے ڈراتا ہے، جیسے کوئی نبی ہو۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: 'اللہ!

اگر یہ فاضل شخصیات پر سب وشتم کرے، تو اسے نشان عبرت بنا دے۔‘
(یہ کہنے کی دیر تھی کہ) بختی اونٹنی آئی، لوگ بھاگ گئے اور اونٹنی نے اس
آدمی کو روند کر رکھ دیا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا، وہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے
گئے اور کہنے لگے: ابو اسحاق! (سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت) اللہ تعالیٰ نے
آپ کی دعا قبول کر لی۔‘‘(دلائل النّبوة للبيهقي : 190/6)

سند ’’ضعیف‘‘ ہے۔ محمد بن محمد بن الاسود ’’مجہول الحال‘‘ ہے، اسے صرف امام
ابن حبان رحمہ اللہ نے ’’الثقات: ۴۰۴/۷‘‘ میں ذکر کیا ہے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

كَانَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ يَقْنُتُ فَيَقُولُ : اَللّٰهُمَّ الْعَنْ مُعَاوِيَةَ وَعَمْرًا
وَّأَبَا الْأَعْوَرِ السُّلَمِيَّ وَحَبِيبًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدٍ وَالضَّحَّاكَ
بْنَ قَيْسٍ وَّالْوَلِيدَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ، فَكَانَ إِذَا قَنَتَ لَعَنَ
عَلِيًّا وَّابْنَ عَبَّاسٍ وَّالْأَشْتَرَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا .

’’آپ رضی اللہ عنہ نماز فجر میں قنوت نازلہ کرتے اور کہتے: اللہ! معاویہ، عمرو بن
عاص، ابو اعور سلمی، حبیب بن مسلمہ، عبدالرحمٰن بن خالد، ضحاک بن قیس
اور ولید بن عقبہ پر لعنت فرما۔ جب یہ بات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی، تو
وہ بھی قنوت نازلہ میں سیدنا علی، سیدنا عبد اللہ بن عباس، اشتر، حسنین
کریمین رضی اللہ عنہم پر لعنت کرنے لگے۔‘‘

(تاريخ الطّبري : 71/5)

یہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔

① ابومخنف کذاب رافضی ہے۔

② ابوجناب یحییٰ بن ابی حیہ کلبی ''ضعیف ومدلس'' ہے۔

(التلخیص الحبیر لابن حجر : 2/38، 56)

③ ابوجناب کلبی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ هٰذَا عَنْهُمْ . ''ان صحابہ سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔''

(البِداية والنّهاية :10/576)

❁ سعد بن محمد بن حسن بن عطیہ نے ذکر کیا ہے:

كَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ الثَّقَفِيِّ أَنِ ادْعُ عَطِيَّةَ فَإِنْ لَعَنَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَإِلَّا فَاضْرِبْهُ أَرْبَعَمِائَةِ سَوْطٍ وَاحْلِقْ رَأْسَهٗ وَلِحْيَتَهٗ، فَدَعَاهُ فَأَقْرَأَهُ كِتَابَ الْحَجَّاجِ فَأَبٰى عَطِيَّةُ أَنْ يَّفْعَلَ، فَضَرَبَهٗ أَرْبَعَمِائَةِ سَوْطٍ وَحَلَقَ رَأْسَهٗ وَلِحْيَتَهٗ .

''حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم ثقفی کو خط لکھا کہ آپ عطیہ عوفی کو بلائیں، اگر وہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) پر لعنت کرے، تو درست، ورنہ اسے چار سو کوڑے ماریں اور اس کا سر اور داڑھی مونڈ دیں۔ محمد بن قاسم نے عطیہ کو بلایا اور اسے حجاج کا خط پڑھ کر سنایا، عطیہ عوفی نے ایسا کرنے

سے انکار کر دیا، تو محمد بن قاسم نے اسے چار سو کوڑے مارے اور اس کی ٹنڈ کر دی اور داڑھی بھی مونڈ دی۔''

(طبقات ابن سعد: 305/6)

سند سخت ضعیف ہے۔

① سعد بن محمد بن حسن بن عطیہ پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جرح کی ہے۔

② سعد بن محمد نے سعد بن جنادہ کا زمانہ نہیں پایا۔

اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے ثابت کر دیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں، نہ کسی کو ایسا کرنے کا کہا۔ روز قیامت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقدمہ لے کر ہم اللہ کی عدالت میں حاضر ہوں گے، ان شاء اللہ!

فائدہ:

مروان بن حکم کے بارے میں ہے:

كَانَ يَسُبُّ عَلِيًّا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ .

''وہ ہر جمعہ بر سر منبر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کرتے تھے۔''

(العِلَل ومعرِفة الرّجال برواية عبد اللّٰه بن أحمد: 4781، مسند إسحاق بن راهويه، نقلًا عن المطالب العالية لابن حَجَر: 4457، الطبقات لابن سعد (ممتم الصحابة): 399/1، تاريخ ابن عساكر: 243/57، وسندهٗ حسنٌ)

مرویات معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی (۱۶۳) روایات ہیں، جن میں سے (۴) متفق علیہ ہیں۔

(۴) کو امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرنے میں منفرد ہیں اور (۵) کو امام مسلم رحمہ اللہ بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

کاتب وحی سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما:

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ایک جلیل القدر صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست راست اور کاتب وحی ہیں:

❁ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض گزار ہوئے:

مُعَاوِيَةُ، تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ، قَالَ: نَعَمْ.

''آپ معاویہ کو کاتب وحی بنالیں، فرمایا: جی ضرور۔''

(صحیح مسلم :2501)

❁ سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُيَيْنَةَ، وَالْأَقْرَعَ سَأَلَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَأَمَرَ مُعَاوِيَةَ أَنْ يَكْتُبَ بِهِ لَهُمَا، فَفَعَلَ وَخَتَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَرَ بِدَفْعِهِ إِلَيْهِمَا، فَأَمَّا عُيَيْنَةُ فَقَالَ: مَا فِيهِ؟ قَالَ: فِيهِ الَّذِي أُمِرْتُ بِهِ، فَقَبَّلَهُ، وَعَقَدَهُ فِي عِمَامَتِهِ.

''عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھنے کا حکم دیا کہ ان کا مطالبہ پورا کیا جائے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تحریر

پر مہر لگا دی اور فرمایا: انہیں دے دیں۔ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے پوچھا (معاویہ!) خط میں کیا لکھا ہے؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہی، جو مجھے حکم ہوا تھا۔ عیینہ رضی اللہ عنہ نے خط چوما اور پگڑی میں باندھ لیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 180/4، سنن أبي داود : 1629، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۳۹۱) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۳۹۴) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

قارئین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھنے کا حکم فرمایا، آپ رضی اللہ عنہ نے خط لکھ کر خدمت عالیہ میں پیش کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اعتماد کیا اور مہر ثبت فرما دی، خود پڑھا، نہ کسی دوسری صحابی سے پڑھوایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مکمل بھروسہ تھا، اسی طرح صحابہ کو بھی آپ پر بھرپور اعتماد تھا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ رَأٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَّرَ مِنْ شَعَرِهٖ بِمِشْقَصٍ، فَقُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ : مَا بَلَغَنَا هٰذَا إِلَّا عَنْ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ : مَا كَانَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّهَمًا .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات کے چشم دید گواہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قینچی کے ساتھ اپنے بال کاٹے، یہ بات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتائی۔ شاگردوں نے عرض کیا کہ یہ حدیث صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کے واسطے

سے ہم تک پہنچی ہے، تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں بولتے۔''

(مسند الإمام أحمد : 94/4، المعجم الكبير للطّبراني : 697/19، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ .

''آپ کاتب وحی تھے۔''

(دلائل النّبوة للبيهقي : 243/6، سير أعلام النّبلاء للذهبي : 123/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا قَدْرٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ النَّاسِ قَاطِبَةً .

''معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے کاتب وحی ہونے پر اجماع ہے۔''

(البداية والنّهاية : 354/5)

❁ عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ خَرَجَ عَلٰى قَوْمٍ يَّذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ : سَأُبَشِّرُكُمْ بِمَا بَشَّرَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَكُمْ، إِنَّكُمْ لَا تَجِدُونَ رَجُلًا مَّنْزِلَتُهٗ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلَتِي، أَقَلَّ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، كُنْتُ خَتَنَهٗ، وَكُنْتُ فِي كِتَابِهٖ، وَكُنْتُ أَرْحَلُ لَهٗ

رَاحِلَتَهُ، وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَّذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ : إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لِيُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس آئے، جو ذکر الٰہی میں مشغول تھے اور فرمایا: ابھی میں آپ کو وہ خوش خبری دیتا ہوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ جیسوں کے متعلق دی ہے۔ آپ کو ایسا کوئی نہیں ملے گا، جس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے جیسے مراسم ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری بہ نسبت کم احادیث بیان کرنے والا ہو۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالا ہوں، آپ کی کتابت میرے ذمہ تھی اور میں ہی آپ کی سواری تیار کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر الٰہی کرنے والوں سے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔''

(الشّريعة للآجري : 1947، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ شیخ الاسلام، معافی بن عمران رحمہ اللہ (م:۱۸۵/۱۸۶ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ صَاحِبُهُ وَصِهْرُهُ وَكَاتِبُهُ وَأَمِينُهُ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ .

''معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، سسرالی رشتہ دار، کاتب اور وحی الٰہی پر قابل اعتماد شخصیت ہیں۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 209/1، تاريخ ابن عساكر : 208/59، البداية والنّهاية لابن كثير : 148/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابوحارث احمد بن محمد صائغ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

وَجَّهْنَا رُقْعَةً إِلٰى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ : مَا تَقُولُ رَحِمَكَ اللّٰهُ فِيمَنْ قَالَ : لَا أَقُولُ : إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَاتِبُ الْوَحْيِ، وَلَا أَقُولُ : إِنَّهُ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهُ أَخَذَهَا بِالسَّيْفِ غَصْبًا؟ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ : هٰذَا قَوْلُ سَوْءٍ رَدِيءٌ، يُجَانَبُونَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ، وَلَا يُجَالَسُونَ، وَنُبَيِّنُ أَمْرَهُمْ لِلنَّاسِ .

''ہم نے ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خط لکھا کہ آپ ایسے شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں، جس کا دعویٰ ہو کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی نہیں مانتا اور نہ ہی انہیں خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں) تسلیم کرتا ہوں، بلکہ انہوں نے یہ لقب بزور بازو اختیار کر لیا ہے؟ فرمایا: یہ بات انتہائی بری اور ناقابل التفات ہے، ایسوں سے کنارہ کشی کی جائے، ان کی مجلس اختیار نہ کی جائے اور ان کی گم راہیاں عوام الناس میں بیان کی جائیں۔''

(السّنّة لأبي بكر بن الخلّال : 659، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (۲۶۱ھ) فرماتے ہیں:

أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، كَاتِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''ابوعبدالرحمن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔''

(تاریخ ابن عساکر : 349/4، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ ابو اسحاق، نہشل بن دارم رحمہ اللہ (۳۲۵ھ) نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ''کاتبِ وحی اور ''خال المؤمنین'' کہا ہے۔

(الطّیوریّات للسّلفي : 1343/4، وسندہٗ حسنٌ)

❁ امام ابوبکر محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) لکھتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَاتِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ الْقُرْآنُ بِأَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

''معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ کی وحی قرآن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔''

(الشّریعة : 2431/5)

❁ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

خَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَكَاتِبُ وَحْيِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْلَمَ يَوْمَ الْفَتْحِ .

''مومنوں کے ماموں اور کاتبِ وحیِ رب العالمین ہیں، فتح مکہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے۔''

(تاریخ دِمَشق : 55/59)

❁ نیز لکھتے ہیں:

أَصَحُّ مَا رُوِيَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ حَدِيثُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ كَاتِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں مروی ابوحمزہ کی حدیث سب سے صحیح ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔''

(تاريخ دِمَشق : 106/59)

❀ امام ابومنصور معمر بن احمد اصبہانی رحمہ اللہ (۴۲۸ھ) اہل حدیث کا اجماعی عقیدہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ وَأَمِينُهُ، وَرَدِيفُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَالُ الْمُؤْمِنِينَ .

''سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو وحی الٰہی کا کاتب وامین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سواری پر سوار ہونے اور مومنوں کے ماموں ہونے کا شرف حاصل ہے۔''

(الحجّة في بيان المحجة لقوام السّنة الأصبهاني :248/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام اندلس، حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

هُوَ أَحَدُ الَّذِينَ كَتَبُوا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''آپ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیبوں میں سے تھے، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔''

(الإستيعاب في معرفة الأصحاب :1416/3)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) لکھتے ہیں:

اِسْتَكْتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''نبی کریم ﷺ نے انہیں کتابت وحی کا کہا۔''

(المنتظم في تاريخ الملوك والأمم : 185/5)

❁ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ (٦٢٠ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، وَكَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ، وَأَحَدُ خُلَفَاءِ الْمُسْلِمِينَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں)، کاتب وحی الٰہی اور مسلمانوں کے ایک خلیفہ تھے۔''

(لمعة الإعتقاد، ص 33)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (٧٧٤ھ) لکھتے ہیں:

الْمَقْصُودُ مِنْهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْكُتَّابِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْوَحْيَ .

''ہمارا مقصود یہ بتانا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ان جملہ کاتبین وحی میں سے ہیں، جو کتابت وحی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔''

(البداية والنّهاية : 119/8)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (٨٠٤ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَهُوَ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ الْخَلِيفَةُ الْأُمَوِيُّ كَاتِبُ الْوَحْيِ،

أَسْلَمَ عَامَ الْفَتْحِ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مومنوں کے ماموں، ابوعبدالرحمٰن بن ابوسفیان صخر بن حرب، اموی خلیفہ اور کاتب وحی ہیں۔ فتح مکہ والے سال مشرف بہ اسلام ہوئے۔''

(التوضيح لشرح الجامع الصّحيح :343/3)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

الْخَلِيفَةُ صَحَابِيٌّ أَسْلَمَ قَبْلَ الْفَتْحِ وَكَتَبَ الْوَحْيَ .

''آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ صحابی ہیں، فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے، کاتب وحی بھی رہے۔''

(تقريب التّهذيب : 6758)

❁ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) رقم طراز ہیں:

كَاتِبُ الْوَحْيِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُو الْمَنَاقِبِ الْجَمَّةِ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے کاتب وحی اور بے شمار مناقب ومراتب کے مالک ہیں۔''

(إرشاد السّاري لشرح صحيح البخاري :170/1)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ أَحَدُ الْكُتَّابِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

’’آپ رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔‘‘

(تاريخ الخلفاء، ص 148)

تنبیہ:

ابوالحسن مدائنی کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عربوں کے مابین خط و کتابت کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

(سير أعلام النّبلاء للذهبي :123/3)

یہ قول بلا دلیل ہے۔

❁ جب دشمنان صحابہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وحی ہونے کا انکار کیا، تو شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) نے فرمایا:

هٰذَا قَوْلٌ بِلَا حُجَّةٍ وَّلَا عِلْمٍ، فَمَا الدَّلِيلُ عَلٰى أَنَّهٗ لَمْ يَكْتُبْ لَهٗ كَلِمَةً وَّاحِدَةً مِنَ الْوَحْيِ، وَإِنَّمَا كَانَ يَكْتُبُ لَهٗ رَسَائِلَ؟

’’علم اور دلیل کا اس دعوی سے کیا تعلق؟ اس پر کیا دلیل ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف خطوط لکھے ہیں، وحی کا ایک لفظ بھی نہیں لکھا؟‘‘

(منهاج السّنّة النّبوية : ٤٢٧/٤)

مومنوں کے ماموں:

سیدنا ابوعبدالرحمٰن، معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے بے شمار فضائل ومناقب ہیں، آپ کو علمائے امت نے ’’خال المؤمنین‘‘ (مومنوں کے ماموں) کا خطاب دیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں، اس سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اہل بیت سے تعلق اور رشتہ داری ثابت ہوئی۔ اس پر بعض نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض کرتے ہوئے آپ کی اہل بیت سے رشتہ داری کا لحاظ نہ کیا، تو علمائے حق نے آپ کو ''خال المومنین'' کا خطاب دیا۔ اس سے محبانِ اہل بیت اور دشمنانِ اہل بیت میں فرق ہو جاتا ہے۔ جو امہات المومنین کے حرم وحرمت کو جزو ایمان سمجھتا ہے، یقیناً وہ ان کے مسلمان رشتہ داروں سے بھی محبت جزو ایمان سمجھتا ہے۔ اس بنا پر بعض اہل علم نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی ''خال المومنین'' کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَّوَدَّةً وَاللّٰهُ قَدِيرٌ وَّاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾(الممتحنة : ٧)

''قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے دشمنوں میں محبت ومودت قائم کر دے، اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، اللہ خوب بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔''

سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ، ان کی بیوی، ان کی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ان کا بیٹا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے، شرف صحابیت حاصل ہوا۔ سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کی پیش کش کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما کر انہیں اپنے عقد میں لے لیا۔ یوں حالت کفر کی دشمنی، محبت ومودت میں تبدیل ہوتی ہوئی رشتہ داری کی صورت اختیار کر گئی۔ بعض لوگوں نے جہاں بعض امہات مومنین کا انکار کیا، وہاں ان کے مسلمان رشتہ داروں سے

عداوت اور بغض کا اظہار بھی کیا۔ تو علما نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومنوں کے ماموں کہا کہ جو مومن ہے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس سے تعلق اور رشتہ داری ہے، جو مومن نہیں، سیدنا معاویہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

ثقہ تبع تابعی، حکم بن ہشام رحمہ اللہ سے ایک شخص نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

ذَاكَ خَالُ كُلِّ مُؤْمِنٍ .

''آپ رضی اللہ عنہ ہر مومن کے ماموں ہیں۔''

(الثقات للعجلي : 342، تاريخ ابن عساكر : 88/15، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابومنصور معمر بن احمد، اصبہانی رحمہ اللہ (428ھ) اہل حدیث کا اجماعی عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ وَأَمِينُهٗ، وَرَدِيفُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَالُ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو وحی الٰہی کے کاتب وامین ہونے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سواری پر سوار ہونے اور مؤمنوں کے ماموں ہونے کا شرف حاصل ہے۔''

(الحجة في بيان المحجّة للأصبهاني :248/1، وسندهٗ صحيحٌ)

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) مسلمانوں کا عقیدہ بیان فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، وَكَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ، وَأَحَدُ خُلَفَاءِ الْمُسْلِمِينَ.

''سیدنا معاویہ ؓ مؤمنوں کے ماموں، کاتبِ وحی الٰہی اور مسلمانوں کے ایک خلیفہ تھے۔'' (لمعۃ الاعتقاد، ص 33)

شیخ محمد بن صالح عثیمین ؒ (1421ھ) اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں:

إِنَّمَا ذَكَرَهُ الْمُؤَلِّفُ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ لِلرَّدِّ عَلَى الرَّوَافِضِ الَّذِينَ يَسُبُّونَهُ وَيَقْدَحُونَ فِيهِ، وَسَمَّاهُ خَالَ الْمُؤْمِنِينَ؛ لِأَنَّهُ أَخُو أُمِّ حَبِيبَةَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ.

''مؤلف ؒ نے سیدنا معاویہ ؓ کا ذکر کرکے ان کی مدح کی ہے، اس سے روافض کا رد مقصود ہے، جو سیدنا معاویہ ؓ کو برا بھلا کہتے ہیں اور آپ پر جرح کرتے ہیں۔ مؤلف ؒ نے آپ کو ''خال المؤمنین'' (مومنوں کا ماموں) کہا ہے، کیونکہ آپ ؓ، مومنوں کی ماں ام حبیبہ ؓ کے بھائی تھے۔''

(شرح لمعۃ الاعتقاد، ص 107)

امام ہارون بن عبداللہ بزاز ؒ نے امام احمد بن حنبل ؒ سے کہا:

جَاءَ نِي كِتَابٌ مِّنَ الرَّقَّةِ أَنَّ قَوْمًا قَالُوا: لَا نَقُولُ: مُعَاوِيَةُ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، فَغَضِبَ وَقَالَ: مَا اعْتِرَاضُهُمْ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ، يُجْفَوْنَ حَتّٰى يَتُوبُوا.

''مجھے ''رقہ'' علاقے سے خط آیا کہ ایک گروہ نے کہا ہے: ہم معاویہ ؓ

کو ''خال المومنین'' (مومنوں کے ماموں) نہیں سمجھتے، تو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ غصے ہوئے اور فرمایا: اس لقب پر انہیں آخر اعتراض کیا ہے؟ ایسے لوگوں سے بائیکاٹ کیا جائے، تا آنکہ وہ توبہ کر لیں۔''

(السنّة للخلال : 658، وسندهٗ صحيحٌ)

ابو حارث احمد بن محمد صائغ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

وَجَّهْنَا رُقْعَةً إِلٰى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ : مَا تَقُولُ رَحِمَكَ اللّٰهُ فِيمَنْ قَالَ : لَا أَقُولُ : إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَاتَبُ الْوَحْيِ، وَلَا أَقُولُ : إِنَّهٗ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهٗ أَخَذَهَا بِالسَّيْفِ غَصْبًا؟ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ : هٰذَا قَوْلُ سَوْءٍ رَدِيءٌ، يُجَانَبُونَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ، وَلَا يُجَالَسُونَ، وَنُبَيِّنُ أَمْرَهُمْ لِلنَّاسِ .

''ہم نے ابو عبداللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خط لکھا کہ آپ ایسے شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں، جس کا دعویٰ ہو کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی نہیں مانتا اور نہ ہی انہیں خال المومنین (مومنوں کے ماموں) تسلیم کرتا ہوں، انہوں نے بزور شمشیر بادشاہت غصب کی؟ فرمایا: یہ بات انتہائی بری اور نا قابل التفات ہے، ایسوں سے کنارہ کشی کی جائے، ان کی مجلس اختیار نہ کی جائے اور ان کی گم راہیاں عوام الناس میں بیان کی جائیں۔''

(السّنّة لأبي بكر بن الخلّال : 659، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (571ھ) لکھتے ہیں:

خَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَكَاتِبُ وَحْيِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْلَمَ يَوْمَ الْفَتْحِ .

''مومنوں کے ماموں اور کاتبِ وحیِ رب العالمین ہیں، فتح مکہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے۔''

(تاریخ دِمَشق : 55/59)

مؤرخ اسلام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

خَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَكَاتِبُ وَحْيِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

''آپ رضی اللہ عنہ مومنوں کے ماموں اور کاتبِ وحیِ رب العالمین ہیں۔''

(البداية والنهاية :146/11)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین پر مبنی لٹریچر:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی، خال المومنین اور بے شمار فضائل کے حامل صحابی ہیں۔ جن کتب میں آپ رضی اللہ عنہ کی توہین پر مبنی لٹریچر موجود ہے، تو سرکاری اداروں کو چاہیے کہ اس لٹریچر کو ختم کیا جائے اور اس کے تمام نسخہ جات تحویل میں لے لیے جائیں۔ اور اسے لکھنے والوں اور چھاپنے والوں کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے۔

علاوہ ازیں طلبا اور عوام کو چاہیے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کردہ اشکالات کے متعلق جید اہل علم سے دریافت کریں، تا کہ عقیدہ وایمان سلامت رہے۔

صحابہ کرام کے حوالے سے اکثر وبیشتر نامناسب باتیں تاریخ کا حصہ ہیں، جس میں روافض کا عمل دخل ہے۔ لہٰذا تاریخ کے مطالعہ میں احتیاط کریں۔ وہی علما اس میں

بات کریں، جوسند کا علم رکھتے ہیں۔ دینی مدارس میں پڑھائی جانے والی کتاب تاریخ الاسلام وغیرہ کتابیں بھی غیر مستند تاریخی روایات پر مشتمل ہیں۔ جن سے صحابہ کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہے، ان سے اجتناب کرنا چاہیے یا کتاب کے کمزور پہلوؤں کی نشاندہی کرنی چاہیے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں کتابیں:

روافض اور معتزلہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں، تو آپ کے دفاع میں ہر دور کے علما نے کتابیں لکھی ہیں۔

١ـ أخبار معاوية للإمام ابن أبي الدنيا (٢٨١ھ)

٢ـ حلم معاوية للإمام ابن أبي الدنيا (٢٨١ھ)

٣ـ جزء فيه فضائل معاوية بن أبي سفيان للإمام أبو بكر ابن أبي عاصم (٢٨٧ھ)

٤ـ شرح عقد أهل الإيمان في معاوية بن أبي سفيان، لأبي علي الأهوازي (٤٤٦ھ)

٥ـ تنزيه خال المؤمنين معاوية بن أبي سفيان، لأبي يعلى الحنبلي (٤٥٨ھ)

٦ـ سؤال في معاوية بن أبي سفيان لابن تيمية (٧٢٨ھ)

٧ـ تطهير الجنان واللسان عن الخوض والتفوه بمثالب سيدنا معاوية بن أبي

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

① سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِعَرَفَاتٍ، فَقَالَ : مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ : يَخَافُونَ مِنْ مُّعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ، فَقَالَ : لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ .

''عرفات میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھا۔فرمانے لگے: لوگ تلبیہ کہتے سنائی نہیں دے رہے؟ عرض کیا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فوراً خیمے سے نکلے اور تلبیہ پکارنے لگے اور فرمانے لگے: ان لوگوں نے بغض علی رضی اللہ عنہ میں سنت ترک کر دی۔''

(سنن النّسائي : 3006)

دوسری روایت میں ہے:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ مُعَاوِيَةَ اللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ فَقَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''اللہ! گو معاویہ کو برا لگے، (میں) لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ 'حاضر ہوں'

(کہتا ہوں)۔ اللہ! ان پر لعنت کا کوڑا برسا، انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض و عناد کی وجہ سے سنت نبوی ترک کر دی ہے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 9447)

سند ''ضعیف'' ہے۔ خالد بن مخلد قطوانی (حسن الحدیث) کی روایت اہل کوفہ سے ''ضعیف'' ہوتی ہے۔ ابوالحسن صالح بن علی ''کوفی'' ہے۔ یہ جرح مفسر ہے۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) نقل کرتے ہیں:

ذَكَرَ الْغُلَابِيُّ فِي تَارِيخِهٖ، قَالَ : الْقُطْوَانِيُّ يُؤْخَذُ عَنْهُ مَشْيَخَةُ الْمَدِينَةِ، وَابْنُ بِلَالٍ فَقَطْ .

امام مفضل بن غسان غلابی رحمہ اللہ (۲۴۶ھ) نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے: قطوانی کی وہی روایت قبول ہے، جو انہوں نے اہل مدینہ اور سلیمان بن بلال سے لی ہو۔''

(شرح علل التّرمذي : 775/2)

نوٹ:

عیدین میں اذان و اقامت کی بدعت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع نہیں ہوئی، یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر اتہام ہے۔

پیر نصیر الدین گولڑوی نے لکھا ہے:

''بدعات کا سلسلہ اگرچہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور امارت میں شروع ہو گیا تھا، مگر ان کے اخلاف نے تو انتہا کر دی، یہاں اس کی تفصیل میں

جانے کا وقت نہیں، مختصراً ایک بدعت ہی کا ذکر کیا جاتا ہے، محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں ......عیدین میں اذان اور اقامت نہ کہنا سنت ہے، مگر جناب معاویہ نے نماز عید سے پہلے اذان اور تکبیر شروع کروا دی (فتوحات مکیہ ج ا ص ۵۴۰)۔''

(نام ونسب، ص 519)

ابن عربی صاحب تو ہوئے ملحد، ان کی بات کو بنیاد بنا کر یہ کہنا کہ بدعات کا سلسلہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہو گیا تھا اور اس پر دلیل بھی قائم نہ کرنا، خبث باطن نہیں تو اور کیا ہے؟

دوسرے یہ کہ گولڑوی صاحب کی زبان سے تو ایسی بات بالکل نہیں جچتی، جس ماحول میں وہ پلے بڑھے اور جس ماحول میں انہوں نے زندگی کے شب و روز گزارے، بدعات اس میں کیا کم ہیں؟ کیا اس ماحول بارے کبھی خامہ فرسائی کی؟

استلحاق:

کسی بچے سے نسبی رشتے کا دعویٰ کرنا استلحاق کہلاتا ہے۔ استلحاق رشتہ دار بھی کر سکتے ہیں۔

استلحاق کی شرائط:

استلحاق کی چند شرائط ہیں، استلحاق کے جائز ہونے کی چند شرائط ہیں، جن کے بغیر اس کا اعتبار نہیں۔

① استلحاق مجہول النسب بچے سے ہو سکتا ہے، اگر اس بچے کا نسب کسی

دوسرے شخص سے معروف ہو، تو دعوی استلحاق درست نہیں۔ کیوں کہ آپ اس کا نسب توڑ کر اپنے ساتھ جوڑ رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر لعنت کی ہے، جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور طرف منسوب ہو جائے۔

② آپ جس کے ساتھ استلحاق کر رہے ہیں، آپ کے نسب میں اور اس کے نسب میں ثبوت کا احتمال ہو، نہ تو اس بچے کا کوئی دوسرا دعویدار ہو اور نہ کوئی ایسی راہ ہو جس سے آپ کے اس کے ساتھ نسب کی تکذیب ہو سکے۔ مثلا: آپ کسی ایسے عارضے میں مبتلا نہ ہوں، جس کی وجہ سے اولاد کا ہونا ممکن نہیں رہتا۔ اسی طرح بچے اور آپ کی عمر میں اتنا تفاوت ہو کہ عقلا آپ کا اس سے استلحاق ممکن نہ ہو۔

③ جس سے استلحاق کیا جا رہا ہے، وہ اس کی تصدیق کرے۔

④ استلحاق میں بچے کا نسب بدلنا مقصود نہ ہو۔

یاد رہے کہ سچ معلوم ہو، تو استلحاق واجب ہے اور اگر جھوٹ ہو یا نسب کی نفی کی جائے، تو یہ حرام ہے، کیوں کہ اس میں کفران نعمت ہے۔

استلحاق معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو استلحاقاً اپنے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا۔ مذکورہ بالا شرائط کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایسا کرنا درست نہ تھا، یہ ان کی خطا تھی، جسے اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا، کیونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغفور لہم ہیں، ان کی غلطیوں کو اچھالنا اور ان کے متعلق بدنیتی پھیلانا ہرگز جائز نہیں، بلکہ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا ضروری ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبُّوهُمْ .

''لوگوں کو صحابہ کے لیے استغفار کا کہا گیا تھا، لیکن وہ برا بھلا کہنے لگے۔''

(صحیح مسلم : 3022)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر قنوت؟:

عبدالرحمٰن بن معقل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيٍّ صَلَاةَ الْغَدَاةِ، قَالَ : فَقَنَتَ، فَقَالَ فِي قُنُوتِهِ : اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِمُعَاوِيَةَ وَأَشْيَاعِهِ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَأَشْيَاعِهِ، وَأَبِي السُّلَمِيِّ وَأَشْيَاعِهِ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ وَأَشْيَاعِهِ .

''میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز فجر ادا کی، آپ نے قنوت پڑھی اور فرمایا: اللہ! معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے، عمرو بن عاص اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے، ابوسلمی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر اور عبداللہ بن قیس اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 108/2، وسندهٗ صحيحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''صحیح مشہور'' کہا ہے۔

(السنن الكبرىٰ : 204/2)

تبصرہ:

① یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا تھی، بتقاضائے بشریت ایسا ہوجاتا ہے، خصوصاً جنگ کی صورت میں ایسا ہوجانا عین ممکن ہے۔

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ جمل اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ صفین واقع ہوئی، قنوت کرنا جنگ سے بڑا اقدام نہیں ہے۔

③ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بہ طور خاص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف قنوت نہیں کی، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں بہت سے صحابہ شامل ہیں، تو صرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہرزہ سرائی چہ معنی؟

جبکہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو زبان نبوت سے مومن کہا گیا (مسند احمد: ۲۰۳/۴، وسندہ حسن)، آپ فتح مکہ سے قبل اسلام لائے، تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں بے شمار صحابہ شامل ہیں۔

④ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل مشاجرات صحابہ میں سے ہے اور مشاجرات کے معاملے میں اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ زبان بندی چاہیے اور صحابہ کے حق میں دعائے مغفرت۔

جو لوگ مشاجرات صحابہ کے مسئلہ میں گم راہ ہیں، وہ صحابہ کے خلاف روافض، خوارج اور نواصب کے لئے راہ ہموار کرتے ہیں۔ مشاجرات صحابہ میں اہل سنت کے مسلک و مذہب سے انحراف کرنے والا درحقیقت صحابہ کا دشمن ہے، بھلے وہ محبت کے لاکھوں دعوے ہی کیوں نہ کرے۔

⑤ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ نے معاف کر دیا ہے، دشمنان صحابہ لاکھ کوشش کریں ان سے یہ اعزاز چھین نہیں سکتے، ائمہ اہل سنت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس اقدام سے واقف تھے، اس کے باوجود طرف دار نہیں ہوئے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا مانتے تھے۔

⑥ ائمہ اہل سنت نے اس بنا پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطعون نہیں کیا، بلکہ ان کے حق میں ترحم اور استغفار کرتے ہیں، البتہ روافض، خوارج اور معتزلہ اس کی آڑ میں کئی برائیوں کے مرتکب ہیں۔

قصاص عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰی حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ : قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ، فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَقَالَتِ : الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ، وَأَخْشٰی أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰی ذَهَبَ، فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ : مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهٗ، فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهٖ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ، قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ : فَهَلَّا أَجَبْتَهٗ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي، وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ : أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ

مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الجَمْعِ، وَتَسْفِكُ الدَّمَ، وَيُحْمَلُ عَنِّيْ غَيْرُ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ فِي الْجِنَانِ.

''میں اپنی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کی مینڈھیوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ دیکھ رہی ہیں کہ لوگ کیا کر رہے ہیں، مجھے کوئی اختیار نہیں دیا گیا! کہنے لگیں: جائیے، آپ کا انتظار ہو رہا ہوگا۔ اندیشہ ہے کہ آپ کے نہ جانے سے اختلاف بڑھ سکتا ہے۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چلے گئے، جب لوگوں نے (قصاص عثمان میں) اختلاف کیا، تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اس مسئلہ میں جو اظہار رائے کرنا چاہتا ہے، سامنے آئے، جب کہ ہم قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے علی رضی اللہ عنہ اور اس کے باپ سے زیادہ حق دار ہیں۔ حبیب بن مسلمہ رحمہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں: تو پھر آپ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب کیوں نہ دیا؟ عبداللہ کہنے لگے، میں نے اپنا حبوہ کھولا اور کہا کہ قصاص عثمان کا زیادہ حق دار وہ ہے، جس نے اسلام پر آپ سے اور آپ کے باپ سے قتال کیا تھا (یعنی علی رضی اللہ عنہ)، لیکن پھر میں ڈر گیا کہ کہیں کوئی ایسا کلمہ نہ کہہ بیٹھوں، جو لوگوں میں اختلاف اور خون ریزی کا موجب بنے اور میرے متعلق وہ کچھ کہا

جائے، جس کا میں نے ارادہ بھی نہ کیا ہو۔ مجھے اللہ کی تیار کردہ جنت کی نعمتیں یاد آ گئیں۔''

(صحيح البخاري : 4108)

یہ واقعہ قصاص عثمان سے متعلق ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں کہ انہوں نے خلافت کی تمنا کی ہو یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننے کا ارادہ کیا ہو، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کا حق دار سمجھتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت کے کسی فرد نے بھی کبھی اظہار نہیں کیا کہ یہ لوگ ہم سے خلافت چھیننا چاہتے ہیں۔

دراصل واقعہ یہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے قاتلین عثمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے جواب پر انہیں اطمینان نہ ہوا، اختلاف واقع ہو گیا، جو بعد میں لڑائی کی صورت اختیار کر گیا۔ اس جنگ کو جنگ جمل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک سال بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یہی مطالبہ لے کر میدان میں اترے۔ آپ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قرابت دار تھے، اس بنیاد پر سیدنا عثمان کے قصاص کا مطالبہ کیا، تو خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جو بات کہی، اس پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ راضی نہ ہوئے، اختلاف واقع ہو گیا۔ اس روایت میں اسی اختلاف کی طرف اشارہ ہے، یہی اختلاف جنگ صفین کا باعث بنا، جو سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین لڑی گئی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس بات پر نالاں تھے کہ اس اختلاف کے حل میں مجھ سے کوئی رائے نہیں لی گئی۔ مجھے کسی معاملہ کا مختار نہیں بنایا گیا۔ تب ہی تو آپ رضی اللہ عنہما کی

بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہہ رہی ہیں کہ آپ جائیں، اپنا کردار ادا کریں، ورنہ اختلاف زور پکڑ سکتا ہے۔ جب معاملہ طے پانے کے بجائے اختلاف کی طرف چلا گیا، تو اس وقت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا کہ کوئی اظہار رائے کرنا چاہتا ہے، تو سامنے آئے۔ میں قرابت کی بنا پر قصاص عثمان کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے باپ سے زیادہ حق دار ہوں۔ یہ بات بہ طور محاورہ فرمائی۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتے تھے، مصلحت کے پیش نظر رک گئے۔ کہنا یہ چاہتے تھے کہ قصاص عثمان کے حق دار تو علی رضی اللہ عنہ ہیں، جو اسلام پر آپ اور آپ کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے خلاف خندق وغیرہ میں قتال کرتے رہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ بعد میں مسلمان ہوئے ہو، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ امیر المومنین بھی ہیں اور ان کی سبقت اسلام اور خدمت اسلام جیسی حسنات بھی ہیں۔

سیدنا معاویہ اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہم:

خالد بن معدان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهٗ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَّقَدْ وَضَعَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهٖ فَقَالَ: هٰذَا مِنِّي

وَحُسَيْنٌ مِّنْ عَلِيٍّ؟، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ : جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ : فَقَالَ الْمِقْدَامُ : أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتّٰى أُغَيِّظَكَ، وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ : يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ : أَفْعَلُ، قَالَ : فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُّبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَوَاللّٰهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ هٰذَا كُلَّهٗ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ : قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ : فَأَمَرَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لِابْنِهٖ فِي الْمِائَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهٖ، قَالَ : وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِّمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ : أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطُ يَدِهٖ، وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهٖ .

''سیدنا مقدام بن معدی کرب، عمرو بن اسود اور قبیلہ بنو اسد کا ایک آدمی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے کہا: معلوم ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما فوت ہو گئے ہیں؟ سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ایک بندہ بول اٹھا: آپ اسے مصیبت سمجھتے ہیں؟ فرمایا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں بٹھا کر فرمایا کرتے تھے: یہ مجھ سے ہے اور حسین علی سے ہے۔ اسدی کہنے لگا: یہ تو ایک انگارا تھا، جسے اللہ عزوجل نے بجھا دیا۔ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں تو آج تجھے تپش دلاتا رہوں گا اور ایسی باتیں سناؤں گا، جنہیں سننے کو تیرا من نہیں کرتا۔ پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر میں سچ کہوں، تو تائید کیجئے گا اور غلطی کھاؤں، تو ٹوک دیجئے گا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی ضرور۔ مقدام رضی اللہ عنہ نے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا، کیا آپ کے علم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مردوں کو) سونا استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، فرمایا: جی، فرمایا: آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مردوں کو) ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، فرمایا: جی ہاں۔ فرمایا: اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، آیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کا چمڑا پہننے اور

(ان کے چمڑے سے بنی ہوئی زین) پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے،
فرمایا: جی۔ مقدام رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: معاویہ! یہ سب کچھ میں نے آپ
کے گھر میں دیکھا ہے! معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: مقدام! میں جانتا تھا کہ
مجھے آپ سے خلاصی کہاں؟ (راوی) خالد بن معدان رحمہ اللہ کہتے ہیں:
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام رضی اللہ عنہ کو بہ نسبت دوسرے دو ساتھیوں کے
زیادہ مال دیا اور ان کے بیٹے کے لیے بھی بیت المال سے دو سو درہم مقرر
کر دیے۔ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے تو مال ساتھیوں میں تقسیم کر دیا، لیکن
اسدی نے کسی کو کچھ نہ دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی، تو فرمایا: مقدام رضی اللہ عنہ سخی
دل آدمی ہیں اور اسدی سنبھال سنبھال کر رکھنے میں بڑا ماہر ہے۔''

(سنن أبي داود: 4131، المعجم الكبير للطّبراني: 269/20)

سند ضعیف ہے۔

① بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے، سماع بالمسلسل درکار ہے!

جس روایت میں سماع کی تصریح موجود ہے، وہاں جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ کے الفاظ نہیں ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:

کہا جاتا ہے کہ بقیہ بن ولید کی بحیر بن سعد سے روایت صحیح ہے، کیونکہ ان کے پاس بحیر کا نسخہ موجود تھا۔ یہ روایت بھی بقیہ عن بحیر سے ہے، لہٰذا صحیح ہے۔

عرض ہے کہ یہ ثابت نہیں کہ بقیہ کے پاس بحیر بن سعد کی کوئی کتاب تھی۔

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: (۲/۲۶۴) کے حوالے سے کہنا کہ بقیہ کے پاس بحیر بن سعد کی کتاب تھی، صحیح نہیں، کیوں کہ اس کی سند میں امام ابن عدی کے استاذ فضل بن عبداللہ بن سلیمان مجہول ہیں، کسی سے توثیق ثابت نہیں۔

اسی بنیاد پر ابن عبد الہادی رحمہ اللہ نے یہ دعویٰ کیا بقیہ کی بحیر بن سعد سے روایت سماع پر محمول ہے۔جس بنیاد پر یہ کہا گیا، وہ ہی ضعیف ہے۔

لہٰذا یہ ثابت نہیں کہ بقیہ بن ولید کے پاس بحیر کی کوئی کتاب تھی۔

بقیہ کے پاس بحیر کی کتاب نہ ہونے کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ یہ روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے، اگر روایت کتاب سے ہو، تو الفاظ میں اختلاف نہیں ہوتا۔

② یہ کہنا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو برا کہا گیا اور انہوں نے کوئی روک ٹوک نہیں کی، تو عرض ہے کہ وہاں سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے کیوں نہ روکا؟ ما هو جوابكم فيه، فهو جوابنا فيه!

③ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے قائل تھے۔

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما خود بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ لِسَانَهٗ أَوْ شَفَتَهٗ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهٗ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”میں عینی شاہد ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی زبان یا ہونٹ

چوس رہے تھے اور جس زبان یا ہونٹوں کو رسول اللہ ﷺ چوس لیں، انہیں کبھی عذاب نہیں چھوئے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : 4/93، وسندهٗ صحيحٌ)

لہٰذا یہ کہنا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے **بغض** رکھتے تھے، باطل ہے۔

خلافتِ یزید:

یوسف بن ماہک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ فَخَطَبَ، فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعُ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا، فَقَالَ : خُذُوهُ، فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا، فَقَالَ مَرْوَانُ : إِنَّ هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ، ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي﴾ (الأحقاف : ١٧)، فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ : مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِينَا شَيْئًا مِّنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عُذْرِي .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو حجاز کی گورنری سونپی۔ مروان نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کے محاسن بیان کرنے لگا تا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ان کی بیعت کی جائے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے انہیں کچھ کہا، تو مروان نے کہا: اسے پکڑو، آپ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہو

گئے، یوں ان کا بس نہ چلا۔ مروان کہنے لگا: ایسوں کے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي﴾ (الأحقاف: ١٧) 'جس نے اپنے والدین سے کہا: اف ہو تم پر مجھے ڈراتے ہو' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا: اللہ نے سوائے میرے عذر کے ہمارے متعلق کچھ نازل نہیں کیا۔''

(صحیح البخاري: 4827)

محمد بن زیاد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا بَايَعَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِهِ، قَالَ مَرْوَانُ: سُنَّةُ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: سُنَّةُ هِرَقْلَ وَقَيْصَرَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا﴾ (الأحقاف: ١٧) الْآيَةَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: كَذَبَ وَاللّٰهِ، مَا هُوَ بِهٖ، وَإِنْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الَّذِي أُنْزِلَتْ فِيهِ لَسَمَّيْتُهٗ، وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أَبَا مَرْوَانَ، وَمَرْوَانُ فِي صُلْبِهٖ، فَمَرْوَانُ فَضَضٌ مِّنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ.

''جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لے رہے تھے، تو مروان کہنے لگا: یہ تو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سنت ہے، سیدنا عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں، بلکہ قیصر و کسریٰ کا طریقہ ہے۔ مروان کہنے لگا:

ایسوں کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي﴾ (الأحقاف : ١٧) 'جس نے اپنے والدین سے کہا: اف ہو تم پر، مجھے ڈراتے ہو۔' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی، تو فرمایا: اللہ کی قسم! مروان غلطی پر ہے، اس سے عبدالرحمٰن مراد نہیں، میں چاہوں تو اس کا نام بتا سکتی ہوں۔ ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر لعنت کی تھی، جب کہ مروان ابھی اپنے باپ کی صلب میں تھا، لہٰذا مروان اللہ تعالیٰ کی لعنت کا ٹکڑا ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للنّسائي : ١١٤٢٧)

سند ضعیف ہے۔ محمد بن زیاد کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ولقا نہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فِيهِ انْقِطَاعٌ . ''اس سند میں انقطاع ہے۔''

(تلخيص المستدرك : ٤/٥٢٨)

لہٰذا امام حاکم رحمہ اللہ کا اسے ''بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح'' کہنا صحیح نہیں۔

عبداللہ بہی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنِّي لَفِي الْمَسْجِدِ حِينَ خَطَبَ مَرْوَانُ، فَقَالَ : إِنَّ اللّٰهَ أَرٰى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي يَزِيدَ رَأْيًا حَسَنًا، وَّإِنْ يَّسْتَخْلِفَهٗ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

أَبِي بَكْر : أَهِرْقَلِيَّةٌ؟ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَاللّٰهِ مَا جَعَلَهَا فِي أَحَدٍ مِّنْ وَّلَدِهِ، وَلَا أَحَدٍ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلا جَعَلَهَا مُعَاوِيَةُ فِي وَلَدِهِ إِلا رَحْمَةً وَّكَرَامَةً لِّوَلَدِهِ، فَقَالَ مَرْوَانُ : أَلَسْتَ الَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ : أُفٍّ لَكُمَا؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : أَلَسْتَ ابْنُ اللَّعِينُ الَّذِي لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاكَ، قَالَ : وَسَمِعَتْهُمَا عَائِشَةُ فَقَالَتْ : يَا مَرْوَانُ، أَنْتَ الْقَائِلُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَذَا وَكَذَا؟ كَذَبْتَ، مَا فِيهِ نَزَلَتْ، وَلٰكِنْ نَزَلَتْ فِي فُلانِ بْنِ فُلانٍ، ثُمَّ انْتَحَبَ مَرْوَانُ، ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتّٰى أَتٰى بَابَ حُجْرَتِهَا فَجَعَلَ يُكَلِّمُهَا حَتَّى انْصَرَفَ.

''مروان خطبہ دے رہا تھا، میں بھی مسجد میں تھا: اللہ نے امیر المومنین (معاویہ) کو یزید کے متعلق اچھا فیصلہ کرنے کی توفیق دی ہے۔ اگر انہوں نے اسے خلیفہ بنا دیا، تو سمجھو کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے خلیفہ بنایا۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: کیا یہ ہرقلی عادت نہیں؟ اللہ کی قسم! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی بیٹے یا کسی گھر والے کو خلیفہ نہیں بنایا، جب کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو شفقت اور عزت افزائی کے لیے

خلیفہ بنایا ہے۔ مروان بولا: تو وہی نہیں، جس نے اپنے والدین سے کہا تھا: تمہارا برا ہو؟ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: تو ملعون کا بیٹا نہیں؟ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے باپ پر لعنت کی ہے۔ یہ ساری کاروائی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سن رہی تھیں، فرمانے لگیں: مروان! آپ عبدالرحمٰن کو یہ یہ کہتے ہیں؟ آپ نے غلط کہا، یہ آیت ان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، بلکہ فلاں بن فلاں کے متعلق نازل ہوئی، پھر مروان سسکیاں بھرنے لگا، منبر سے نیچے اترا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا اور کچھ گفت وشنید کے بعد چلا گیا۔''

(مسند البزّار: 2273، تفسير ابن أبي حاتم: 3295/10)

سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بہی کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں، جیسا کہ امام احمد بن حنبل، امام عبدالرحمٰن بن مہدی اور امام دارقطنی رحمہم اللہ نے فرمایا ہے۔ عبداللہ بہی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان عروہ کا واسطہ ہے، امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَفْسُ الْبَهِيِّ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ، وَهُوَ مُضْطَرِبُ الْحَدِيثِ.

''عبداللہ بہی کی حدیث کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا، کیوں کہ اس کی حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔''

(علل الحديث لابن أبي حاتم: 48/2)

فائدہ نمبر: ①

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَذَبْتَ وَاللّٰهِ يَا مَرْوَانُ، وَكَذَبَ مُعَاوِيَةُ مَعَكَ .

''اللہ کی قسم! مروان! آپ غلط کہہ رہے ہیں اور آپ کے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی غلط کہا ہے۔''

(مجالس ثعلب، ص 89)

سند ضعیف ہے۔ جویریہ بن اسماء تبع تابعی ہیں۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ثابت نہیں ہے، لہٰذا روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فائدہ نمبر: ②

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے یزید سے فرمایا:

إِنِّي لَا أَتَخَوَّفُ أَنْ يُّنَازِعَكَ هٰذَا الْأَمْرَ الَّذِي اسْتَتَبَّ لَكَ إِلَّا أَرْبَعَةُ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ : الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ .

''جو خلافت میں نے آپ کو سونپی ہے، اس سے متعلق آپ سے صرف چار قریشی ہی جھگڑا کر سکتے ہیں۔ حسین بن علی، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم۔''

(تاریخ الطّبري : 322/5)

جھوٹ کا پلندہ ہے۔

① ہشام بن محمد بن سائب کلبی متروک وکذاب ہے۔

② ابومخنف لوط بن یحییٰ باتفاق محدثین ضعیف ہے۔

③ عبدالملک بن نوفل کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

وفات معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما تریسٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ میری بھی تریسٹھ سال عمر ہو چکی ہے۔''

(صحيح مسلم : 2352)

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

لٰكِنْ حَصَلَ مَرْغُوبُهُ مِنْ ثَوَابِ التَّرَافُقِ الَّذِي هُوَ مَوْجُودٌ مَعَ زِيَادَةِ عُمُرِهٖ وَأَمَلِهٖ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو عمر میں برابری کی خواہش کی تھی، اس پر انہیں ثواب مل گیا، حالانکہ آپ کی عمر (تریسٹھ برس سے) زیادہ تھی۔''

(مِرقاة المَفاتيح :3727/9)